نے نہایت اختصار کے ساتھ اشعار کا مطلب بیان کیا ہے، اور کوشش کی ہے کہ خود
کی زبان سے اس مطلب کو ادا کیا جائے، چنانچہ اس مقصد کے لئے انھون نے رقعات
خاص طور پر پیش نظر رکھا ہے، اس دیوان مین قدیم دیوان سے زیادہ اشعار ملین گے جو
ماخذون سے حاصل کئے گئے ہین، لیکن تعجب ہے کہ الہلال مین جو بعض قصاید اور غزلین
ئی ہتین اُنکو اس دیوان مین جگہ نہین دیگئی، مثلاً یہ غزل: ممکن نہین کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہون

ہ:-

کرتا ہے چرخ روز بصد گونہ احترام　　　فرمانروائے کشور پنجاب کو سلام

نظمون کے قالب مین صاف طور پر مرزا غالب کی رُوح جھلک رہی ہے بہرحال ابتک
کے جسقدر دیوان شایع ہوئے، یہ ایڈیشن مجموعی حیثیت سے ان سب سے بہتر ہے اور
سے سفارش کرتے ہین کہ اُسکی ایک خوشنما جلد خرید کر اپنے کتبخانہ کی زیب و زینت مین اضافہ
کی قیمت عہ۸ ہے اور نظامی پریس بدایون سے مل سکتا ہے۔

مذہب: قاری عباس حسین صاحب کی ایڈیٹری مین دارالسلطنت دہلی سے یہ رسالہ
ہے، اسکا موضوع جیسا کہ اُسکے نام سے ظاہر ہے، مذہب ہے، اسی بنا پر اُسکی نظم و نثر دونون
مین ڈوبی ہوئی ہین، روح اور مادہ پر گنیش پرشاد صاحب نے عالمانہ مضمون لکھا ہے
۴۸ صفحات کا ہے، قیمت سے[۳] رسالانہ، پتہ مٹیا محل دہلی،

ادب: - یہ رسالہ کانپور کے حلقۂ ادبیہ سے مولوی احسن سنبھلی کے ایڈیٹری مین نکلنا شروع
کا مقصد اُردو علم ادب کی خدمت ہی، اور یہ مقصد اسکے متعدد مضامین مین نمایان طور پر
مادہ کہن کے عنوان سے مولوی حامد حسن صاحب قادری نے اچھا مضمون لکھا ہی، البتہ
فحاشی کیگئی ہی اس سے قطعاً احتراز کرنا چاہئیے، حجم ۵۶ صفحہ قیمت سالانہ للعہ[۴]، پتہ: حلقہ ادبیہ امین گنج کانپور،

مجلد پنجم	ماہ رمضان سنہ ۳۸ھ مطابق جون سنہ ۲۰ء	عدد ششم

مضامین

ایک ضروری اطلاع

چونکہ معارف کے اکثر معاونین کا سال خریداری ماہ جون مین ختم ہو جاتا ہی اسلئے جو صاحب ایندہ سال معارف کی خریداری کا ارادہ نہ رکھتے ہون مطلع فرما دین ورنہ جولائی کا پرچہ بذریعہ وی پی روانہ ہوگا

"منیجر"

شذرات

قومی تعصبات کی نہایت ہی افسوسناک شکل وہ ہوتی ہے، جب وہ علمی مسایل کی راہ
ن حایل ہونے لگتے ہین، سرجے، سی، بوس کے اجتہادات واکتشافات کی عالمگیر شہرت
ہکر ایک انگریز عالم پروفیسر والر سے ضبط نہوسکا، انھون نے اخبارات مین یہ بیان شایع
یا کہ "بوس جن آلات کی مدد سے اپنے نظریات کا علمی ثبوت بہم پہنچاتے ہین، انکی شہادت
ت ہی مشتبہ ہے، اور مین بعینہ وہی نتایج دوسرے ذرایع سے پیدا کرسکتا ہون" رپوٹرنے
یہ خبر ہندوستان پہنچائی، اور یہان کے بعض انگریزی اخبارات نے اسے نہایت مسرت کے
تھ شایع کیا کہ ہندوستانی دماغ کی نااہلی کا اس سے بہتر ثبوت اور کیا ملیگا، لیکن یہ مسرت
ہی عارضی ثابت ہوئی، کیونکہ انگلستان سے عدل وراستی ابھی بالکل رخصت نہین ہوئی ہے
د اساتذہ سائنس نے جنمین سے ہر ایک اپنی جگہ پر امام فن ہے، دوسرے ہی روز پروفیسر
کے بیان کی تردید شایع کرائی، اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر بوس کے ایجاد کردہ آلات کے
اعتماد ہونیکی تصدیق کی، چند روز کے بعد بوس نے علماءفن کے بھرے مجمع مین اپنے آلات کو
ں کے لئے پیش کیا، اور اس روز معترض کو بھی ساکت ہونا پڑا اور بالآخر بوس کا انتخاب رایل
ٹی کے فیلو کی حیثیت سے ہوا جو برطانیہ کی ممتاز ترین سائنٹفک انجمن ہے۔

اسوقت دنیا کا سب سے بڑا ریاضی دان ایک ہندوستانی تہا، مسٹر راما نجم کی بابت

جنکے کمالات ریاضیہ کا ذکر آج سے ٹہیک ایک سال قبل معارف مین آچکا ہے، بعض علماءفن کا
خیال تہا کہ نیوٹن کے بعد سے دنیا مین اس دماغ کا ریاضی دان نہین پیدا ہوا ہے، اور اسکا تو
سب کو اعتراف تہا کہ اُنہون نے بعض وہ مسائل حل کردیئے جو پوری ایک صدی سے لاینحل
چلے آرہے تھے، سخت افسوس ہے کہ ماہ گذشتہ مین اسی ہستی نے دق مین مبتلا ہوکر دنیا کو اپنے
فیض سے ہمیشہ کے لئے محروم کردیا، مرحوم کا سن کل ۳۳ سال کا تہا،

خوش درخشید و لے دولت مستعجل بود

یورپ اپنی عملی زندگی مین اگرچہ خدا کا منکر ہے، تاہم اُس نے پرستش وتعبد کے لئے چند تمثیلی
دیوتا یا معبود پیدا کرلئے ہین، جنکی عبادت مین وہ پورے خلوص وعقیدتمندی کے ساتھہ منہمک
رہتا ہے، ان دیوتاؤن مین سب سے بلند مرتبہ اشتہارات کا ہے، راحت ورنج، شادی وغم
کے ہر موقع، اور علم وتعلیم، تجارت وزراعت، صنعت وحرفت، اخلاق وسیاست کی ہر ضرورت
پروہ بے اختیار اشتہارات کی جانب رجوع کرتا ہے، بالکل اسی اخلاص، اسی تضرع، اسی
آرزومندی اور اسی خضوع وخشوع کے ساتھہ کہ جس طرح ایک سچا مومن ہر امر مین اپنے معبود
حقیقی کو یاد کرتا ہے، چنانچہ حال مین مانچسٹر یونیورسٹی کو پانچ لاکھہ پونڈ (۷۵ لاکھہ روپیہ) کے
سرمایہ کی ضرورت ہوئی، اور اسکے لئے اسی معبود سے استعانت کیگئی،

پورا ایک مہینہ اسی کام کے لئے وقف کیاگیا، مہینہ بھر شہر کے درودیوار سے سرمایۂ
یونیورسٹی "کی صدائین آتی رہین، ہر چوراہہ پر، ہر سڑک پر، ہر بڑی عمارت پر، ہر شفاخانہ،
اسٹیشن، سرکاری دفتر، ہوٹل، گرجا، ڈاکخانہ، قبرستان، ہر بڑے کارخانہ، اور ہر نمایان مقام پر

م سے یہ اشتہار آویزان تہا کہ "یونیورسٹی مین روپیہ لگاؤ" تاکہ سفر حضر، چلتے پہرتے، اُٹھتے
، سوتے جاگتے، ہر وقت یہی نقش دماغ پر قائم ہوتا رہے، شہر کے ہر بائسکوپ، تہیٹر،
ہر، غرض ہر تماشہ گاہ مین ہر شب کو دوران تماشہ مین پانچ منٹ کا وقت محض اسی
ع پر ایڈرس کے لئے نکالا گیا، ایک روز شہر مین بڑے اہتمام سے جلوس اسی غرض
نکالا گیا، اور ایک روز اور یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلبہ یونیورسٹی کا لباس پہنکر
لب زر کے لئے پہنچے، مسٹر بالفور نے "ایوان تجارت" کے اولالعزم تاجرون کے سامنے
ین کین، اور مسٹر رابرٹ ہارن نے "مجلس اہل صنایع" کے دولتمند ارکان کے سامنے،
نگریزی قوم چونکہ اپنی سرشت سے خوب واقف ہے، اِسلئے ان تمام مواقع پر بجائے
" یا "عطیہ" کے "قرض" "شرکت سرمایہ" ہی کے الفاظ استعمال کئے گئے، یہانتک کہ جن
ت کو دیکر رقم وصول کیجاتی ہے، ان پر لفظ "تمسک" درج ہے، اور اہل شہر کو ہر
ذریعہ سے یہ یقین دلانے کی کوشش کیگئی ہے کہ سرمایۂ یونیورسٹی مین شرکت سے خود
رہی کی فلاح مادّی و بہبود مالی مقصود ہے، اور تو اور، جن اعلانات مین ضروریات
ٹی کی تصریح کیگئی ہے، ان مین عنوانات مضامین کے ذیل مین چُن چُن کر ایسی ہی چیزین
لیگئی ہین جو جذبۂ قومیت و زر پرستی کو تحریک دے سکین، مثلاً فن نباتات وعضویات
غیرہ کے تحت مین یہ دکہایا گیا ہے کہ ان سے ملک مین نباتی پیداوار کو کس حد تک
ہو سکتی ہے، یا عربی زبان کی تحصیل سے یہ فائدہ بتایا گیا ہے کہ اس سے عراق مین انگریزی
ت کو مدد ملیگی!

ان کوششون کے نتائج کا علم ہنوز نہین ہوا، لیکن قیاس کہتا ہے کہ یقیناً خاطرخواہ
ے ہونگے، بعض صوفیہ کا قول ہے کہ انسان اگر خلوص قلب کے ساتھ ایک تودۂ خاک کی

پرستش کرنے لگے تو وہی تودۂ خاک اُسکا خدائے حاجت روا ہو جاتا ہے، کیا اشتہارات کی
قوت، تودۂ خاک سے بھی گئی گذری ہے؟

امریکہ کی آزاد خیالی کا غلغلہ اسوقت تمام دنیا مین بلند ہے، اسکی وسیع المشربی کو مسلّم
سمجہا جاتا ہے، اور اُسکی فراخدلی دوسرون کے سامنے نظیر کی حیثیت سے پیش کیجاتی ہے،
حال مین اس نے اپنی آزاد خیالی، وسیع المشربی، و فراخدلی کا ثبوت یہ دیا کہ احمدی مسلمانون کے
ایک مشنری نے جب اس ملک مین قدم رکہا تو اس سے یہ شرط کرالی گئی کہ اشاعت اسلام کے
متعلق وہ ایک تقریر بھی نہ کرسکیگا![1] فراخدلی و رواداری کے جذبات عالیہ سے قطع نظر کرکے
کہ مغرب کے بازارون مین اس جنس کا اکثر قحط رہتا ہے، اگر محض معاوضہ اور داد و ستد کے
اصول سے دیکہا جائے تو بھی امریکہ کے اس فعل کے کوئی معنی ہو سکتے ہین؟ اور کون امریکہ؟
وہ امریکہ، جسکے مشنری کالج اور اسکول ہندوستان کے اکثر بڑے شہرون مین مدت سے
موجود ہین، (صرف لکھنؤ مین امریکی مشن کے قائم کردہ چار کالج اور اسکول ہین، اسی طرح الہ آباد
و لاہور وغیرہ مین بھی ہین) جسکی تبلیغی انجمنین ہندوستان مین بکثرت قائم ہین، اور جسکے واعظین
ہندوستان کی گلی گلی مین اپنے عقاید کی آزادانہ منادی کرتے پہرتے ہین!

لیکن نفس امتناع سے زیادہ دلچسپ بناء امتناع ہے، ارشاد یہ ہوتا ہے کہ "چونکہ اسلام
مین تعدد ازدواج جائز ہے، اِسلئے امریکہ مین اس مذہب کی تبلیغ و اشاعت کی اجازت نہین
مل سکتی، خواہ مسئلہ تعدد ازدواج کو موضوع تبلیغ سے الگ ہی رکہا جائے" بیشک وہ قوم جسکے

[1] بعد کو اطلاع موصول ہوئی کہ جد و جہد کے بعد بالآخر یہ حکم مسترد ہوا،

ن مین زناکاری کوئی جرم نہین، جسکے فرہنگ اخلاق مین عصمت وعفت کے الفاظ یکسر
ں ہین، اور جسکا آئین معاشرت، نیم برہنہ وضع ولباس، فحش تصاویر ومناظر، اور ہر
ریعہ و وسیلہ سے جذبات شہوانی کو تحریک دیتے رہنا باعثِ فخر سمجھے، وہ قوم اگر اسلام کے
سے بھی جھجکے جسکے ہان بدچلنی بدترین معصیت ہے، اور جسکے قانون مین اس جرم کی
ترین سزا رکھی گئی ہے، تو اسکی جھجک باکل قدرتی ہے -

البتہ یہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ خود امریکہ کے بعض مشاہیر، بیحیائی وعصمت فروشی کی
راط سے تنگ آچلے ہین، اور علانیہ اس صورت حال پر نفرین کرنے لگے ہین، علاقۂ
ں کے ہائیکورٹ کے ایک قدیم جج مسٹر جوزف ڈیوڈ ہین، حال مین انکی ایک تحریر شائع
ہے کہ "مین سالہا سال سے طلاق کے مقدمات کی سماعت کرتے کرتے عاجز آگیا ہون،
نتہ حالت یہ پہنچ گئی ہے کہ جو عورت جتنی جلد جلد اور جس کثرت کے ساتھ طلاق حاصل
ے وہ اسی قدر معزز اور محبوب ہوجاتی ہے "میرے نزدیک شادی کی رسم تو ملک مین اب
لے معنی رہ گئی ہے"، یہ ہے اس قوم کی اندرونی زندگی جو تعدد ازدواج کا نام سُننا بھی
وشائستگی کے منافی سمجھتی ہے! شاعر نے اسی موقع کے لئے کہا ہے، ؎

کب بد مقابل آئینہ تھا　　　تم نے اپنی طرف نظر کی

سلمانون کے دماغ وقلم کی بیشمار یادگارین صرف اسلئے تلف ہوچکی ہین اور ہوتی
لکہ اُنکی ملکیت کا حق رکھنے والے نہ خود انکی قدر کرسکتے ہین، اور نہ قدر دان ہاتھون تک
تے ہین، ہندستان مین ایک نہین ہزارون پرانے خاندان ہین جنکے ہان قلمی کتابون کے

صندوق کے صندوق کیڑون کی غذا بن رہے ہین،

کسی ایسے کتبخانہ کی نذر کردینا تو الگ رہا، جہان استفادہ واستعمال صحیح کے ساتھ حفاظت
کی بھی ضمانت ہوجائے، قیمتہً دینا بلکہ دکھلانا تک گوارا نہین کیاجاتا، یہ تلخ تجربہ ہمکو بذات خود
بارہا ہوچکا ہے،

لیکن آنسو پوچھنے کے لئے حافظ صاحب علی صاحب سنگاپوری کے سے بعض بزرگ بھی
موجود ہین، جنھون نے بے منت والتجا عربی فارسی کی نصف درجن قلمی کتابین کتبخانۂ دارالمصنفین کو
بھیجدی ہین، جنمین بعض کمیاب وغیر مطبوع ہین، یہ رشحات کرم کا پہلا چھینٹا نہین ہے، پچھلے
سال بھی آپ اسی طرح کی متعدد کتابین عنایت فرماچکے ہین، شکر مزید بہ کرم مزید!

اس دوسری قسط مین شرح حکمت العین، حاشیہ عبدالحکیم بر ملا عبدالغفور کے علاوہ مسلم الثبوت
کا ایک جلی خط نسخہ ہے، جو اصول فقہ مین مولوی محب اللہ بہاری کی مشہور تصنیف ہے، ایک مجموعۂ
رسایل ہے، جسمین ابن سینا وملا جامی وغیرہ کے بعض غیر معروف رسالے شامل ہین، ایک فارسی
مثنوی ہے جو غالباً ابتک طبع نہین ہوئی ہے، مصنف کا نام باقر علیخان ہے، اسمین مثنوی
مولانا روم کے اسرار ومطالب کو تسہیل واختصار کے ساتھ بیان کی کوشش کیگئی ہے،

بہاؤالدین عاملی کی مشہور ومقبول عام کتاب **خلاصۃ الحساب** کی ایک عربی
شرح بھی ہے، **عصمت اللہ** سہارنپوری کی، اس کتاب کی فارسی مین کئی شرحین لکھی گئی ہین جنمین سے
ایک مولوی روشن علی جونپوری کی فورٹ ولیم کالج کی طرف سے ۱۸۱۲ء مین چھپی تھی، خود اصل کتاب
بھی ایران مین چھپ چکی ہے، لیکن یہ عربی شرح غالباً ابتک کہین نہین چھپی ہے، اصل تصنیف سے
کم وبیش ایک صدی بعد ۱۰۸۶ھ مین لکھی گئی ہے،

مقالات

انڈیا آفس لائبریری

مین

اُردو کا خزانہ

ین اسوقت ناظرین معارف سے سات ہزار میل دور ہون، بار بار جی چاہا کہ ناظرین
کے لیے اس عجائبستان عالم سے اونکے لائق کوئی تحفہ بھیجون مگر واقعہ یہ ہے کہ
ری (یعنی جس دن سے ہمارا وفد ساحل انگلستان پر اوترا) آج ۲۷- اپریل تک
وئی دن ایسا گذرا ہو جو آمدورفت وملاقات سے خالی گذرا ہو، لندن چھوڑکر
ں کبھی اور کہین جانا پڑتا ہے، اور اب اطراف انگلستان کا دورہ شروع ہوتا ہے،
لواڈ نبرا وہان سے منچسٹر، ۳- مئی کو کیمبرج اور واپسی کے بعد کو عزم پیرس، غرض

ایک چکر ہے میرے پاؤن مین زنجیر نہین

صروفیت، دیگر ارکان وفد، محترم محمد علی و سید حسین صاحب سے بہت کم ہے
ایفاے عہد کے لیے معذرت خواہ ہون، اس دوران مین اوس ایوان حکومت
نام انڈیا آفس ہے، تین چار دفعہ جانے کا اتفاق ہوا، اس عمارت مین جہان
قیقی ومجازی زیارت گاہین ہین، ایک زیارتگاہ کا نام انڈیا آفس لائبریری ہے،
ں ایک گوشۂ عمارت مین واقع ہے، اور ہندوستان کی علمی تاریخ کا مجسمہ ہے،
ریڈنگ روم (مطالعہ کا کمرہ) ہے اوسکے ایک پہلو مین کتبخانہ ہے دوسرے

پہلو مین متعدد چھوٹے چھوٹے کمرے ہین جو بہتمین کتبخانہ کے دفتر ہین، مسٹر اسٹوری جو پہلے
علی گڈھ کالج مین عربی پروفیسر تھے، وہ اسسٹنٹ لائبریرین ہین، ڈاکٹر ارنلڈ جو کسی زمانہ مین
علی گڈھ کے گذشتہ علمی دور کے ایک ممبر تھے وہ گو لائبریری سے تعلق نہین رکھتے، لیکن
انڈیا آفس سے متعلق ہین، مین ان دونون بزرگون کا ممنون ہون کہ اونھون نے لائبریری
کے دیکھنے مین ہر طرح مدد دی۔

اس لائبریری مین عربی، فارسی، اردو، سنسکرت، بنگالی، گجراتی، ہندی کتابون کا
عظیم الشان ذخیرہ ہے، عربی اور فارسی کی بعض نادر قلمی کتابین نظر سے گذرین، ایک نادر
مجموعۂ قطعات ملا کہ ممتاز محل بیگم یہان دیکھا، وہی ممتاز محل جن کے غیر فانی نام کو تاج محل
ہمیشہ زندہ رکھے گا،

ایک مرقع تصاویر مجھے دکھایا گیا جو دارا شکوہ کی ملکیت مین تھا، اسمین شہزادہ کے
مختلف عہد کی، بچپن، تعلیم، جوانی، کی تصویرین ہین، ایک خط کوفی مین لکھا ہوا قرآن مجید
یہان دیکھا جو نہایت عتیق نسخہ تھا، یہ نسخہ قدیم عربی خط کے مطابق زیروزبر اور نقطون سے
خالی ہے، تاریخ شیر شاہی کی مجھے ہندوستان مین تلاش تھی، یہان اوسکے متعدد نسخے
دیکھے، مگر افسوس کہ کتاب کی نوعیت کی نسبت جو ذہن مین خیال تھا وہ صحیح نہین نکلا،

اسوقت سرسری طور سے مین کتبخانہ کی اردو کتابون کے ذخیرہ کا ذکر کرنا چاہتا ہون،
انڈیا آفس لائبریری تقریبًا اوسی وقت سے قائم ہے، جب سے اردو نے اپنی ترقی کا آغاز
کیا ہے، اور اگلے انگریزون کو چونکہ اپنی جدید حکومت کی تازہ ترین زبان سے غیر معمولی
دلچسپی تھی اسلیے اس لائبریری کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اردو کی قدیم ترین کتابین جو
ہندوستان مین ناپید ہین وہ یہان موجود ہین، اردو کی مطبوعہ کتابونکی فہرست ایک جلد مین

صفحات پر مشتمل ہے، چھپی ہے، اس فہرست کو بلوم ہارٹ J.H.BLUMHARDT
ب کیا ہے ایہ اُردو کے فاضل ہین اور کسی زمانہ مین ہندوستان بہی رہ چکے ہین،
کی فہرست بہی اونکے زیر تحریر ہے مسٹر اسٹوری نے اوسکا مسودہ خاص طور سے منگواکر
ر چونکہ بلوم ہارٹ صاحب خود موجود نہ تھے، اسلیے اونکے بلا اجازت اس مسودہ
نہ اُٹھا سکا،

رحال مطبوعہ اُردو کتابون کی اہمیت بہی یہان میری نگاہ مین کچھ کم نظر نہ آئی، اور
یہ کے لیے مجھے مغرور ہونا پڑا کہ اللہ اللہ ہماری زبان بھی اسقدر ترقی یافتہ ہے
ھ مین اوسکی فہرست تمام ہوئی ہے، یہ فہرست سنہ ۱۹۰۹ء مین چھپی ہے اسلیے موجود
ند کی کتابین اس فہرست مین شامل نہین ہین، اس فہرست کو دیکھکر یہ تعجب ہوا کہ
ں غدر کے پہلے ہی سے ایک علمی زبان بن رہی تھی، دوسری بات یہ نظر آئی کہ
و علمی زبان بنانے مین مسلمان اور ہندو دونون اہل قلم کا برابر کا ساجھا ہے، یہ وہ
ب ہندوستانی یونیورسٹیون کی تاریخ نے ہندوؤن اور مسلمانون کو دو حصون مین
لیا تہا، بلکہ جب صرف ایک سالم اور متحد ہندوستان دنیا مین موجود تہا،

و کتابون کی یہ فہرست، جو صرف مطبوعات پر مشتمل ہے۔ چھ عنوانون پر منقسم ہے،
ن، تاریخ وجغرافیہ، ادبیات، کتب تعلیمی، الٰہیات، متفرقات، ہر ایک عنوان کے
سب ذیل تقسیمات ہین۔

علوم وفنون
ت ونباتات
۲- ہیئت ونجوم
ی وحرفت
۴- علم الطبخ

۵ نیرنگ وطلسمات
۶ علم المنزل وقواعد صحت
۷ نقشہ کشی
۸ اخلاق
۹ ورزش وسپہگری۔
۱۰ قانون
۱۱ انگریزی قانون
۱۲ ہندو قانون
۱۳ اسلامی قانون
۱۴ منطق وفلسفہ
۱۵ طب وتشریح
۱۶ علم الحرب
۱۷ موسیقی
۱۸ لغت
۱۹ علم السنہ
۲۰ طبعیات
۲۱ معاشیات
۲۲ علم المعانی والبیان
۲۳ اجتماعیات
۲۴ طب حیوانات علم البیطرہ

۲۔ تاریخ وجغرافیہ

۲۵ عام سوانح عمریان
۲۶ سوانح محمد صلعم
۲۷ سوانح ائمہ
۲۸ حالات قبائل وفرق
۲۹ علم الانساب
۳۰ جغرافیہ وتقویم البلدان (ٹاپوگرافی)
۳۱ عام تاریخ
۳۲ مقامی تاریخ
۳۳ سفرنامہ

۳- ادبیات

۳۴ دواوین
۳۵ ڈراما
۳۶ خطوط ومکاتیب
۳۷ انتقادات ادبیہ
۳۸ شاعری
۳۹ عام شاعری۔
۴۰ تذکرہ شعراء

مذہبی شاعری
مذہبی ہندو شاعری
مذہبی اسلامی شاعری
محاورات و امثال
قصص و افسانہ
قصص منظومہ
قصص منثورہ
۴. کتب تعلیمی
قواعد
قواعد عربی
قواعد برگسنا (پشتو)
قواعد انگریزی
قواعد ہندی
قواعد ہندوستانی (اردو)
قواعد کشمیری
قواعد فارسی
علم الخط
ریاضیات
علم الجبر و المقابلہ

59 علم الحساب
۶۰ علم حساب الکلیات والجزئیات
۶۱ اقلیدس
۶۲ علم المساحة
۶۳ علم وزن و پیمائش
۶۴ علم المخروطات والاشکال
۶۵ علم المثلثات
۶۶ کتب ابتدائیہ (ریڈرس)
۶۷ انتخابات

۵. الٰہیات دینیہ

۶۸ برہمنی اور لامذہبی
۶۹ بودھی
۷۰ عیسائی
۷۱ بائبل
۷۲ بائبل لٹریچر
۷۳ تاریخ کلیسیا
۷۴ تعلیمات
۷۵ ادعیہ و مزامیر
۷۶ قصص
۷۷ مناظرہ و موازنۂ ادیان
۷۸ ہندو مذہب
۷۹ جینی مذہب
۸۰ اسلام
۸۱ عبادات
۸۲ عقائد
۸۳ قرانیات
۸۴ حدیث
۸۵ سکھ مذہب

۶. متفرقات

۸۶ تعلیمات
۸۷ تعلیم النسوان
۸۸ تعلیم الصبیان
۸۹ مجموعہ ہاے تقریر و مضامین
۹۰ رسائل موقت الشیوع
91 روداد مجالس

ذیل مین، ہر عنوانات ستہ مین سے چند کتابون کے نام، بقید نام مصنف، و تاریخ طبع و مقام طبع لکھے جاتے ہین، اس انتخاب مین قصداً صرف وہی کتابین لی ہین جو غدر سے پہلے یا اوسکے بعد کسی قریب زمانہ مین لکھی گئی ہین، قصص و منظومات کو ہاتھ نہین لگایا ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اردو مین اسکا بڑا ذخیرہ ہے، صرف علمی کتابین لی ہین، ان پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علوم جدیدہ کی مختلف شاخون مین کس سرعت سے اردو اوسوقت تک ترقی کر رہی تھی، جب تک وہ تمام ملک کی مسلم زبان تھی، اور نفاق قومی سے ناآشنا تھی،

فن زراعت

۱ چاے لگانے کی کتاب، ۱۷ صفحہ، مطبوعہ لاہور ۱۸۵۴ء
۲ گنگا کی نہر، مترجمہ سداسکھ لال از انگریزی صفحہ ۲۴ ۱۸۵۴ء مطبوعہ آگرہ۔
۳ کھیت کرم، مصنفہ کالی راے، تین حصے، دہلی، ۱۸۴۶ء و ۱۸۴۹ء و ۱۸۵۰ء

...ئہ کاشتکاری، مصنفہ موتی لال، آگرہ ۱۸۵۲ء

...فلاحۃ، رابرٹ اسکاٹ برن، صفحہ ۲۵۲، علی گڈھ ۱۸۶۵ء

...فلاحۃ، میجر کاربٹ، الہ آباد ۱۸۶۹ء

...کا کیڑا، موتی لال، لاہور ۱۸۵۳ء

...لخ، غلام نبی، میرٹھ ۱۸۶۵ء

...ت زراعت، کلب حسین خان، آگرہ، ۱۸۴۶ء

کتب حکمت

...ۃ، (اسٹیم انجن کا بیان) ریورنڈ پارکن، ۱۸۴۷ء، لکھنؤ

...ی کل، " ایشوری لال ۱۸۵۵ء بنارس

...واظر، احمد علی کانپور ۱۸۵۴ء

...میر، کالی پرشاد اور سید علی، ۱۸۷۳ء پٹنہ

...ن انطباع (چھاپہ) سیتل سنگھ دہلی ۱۸۴۸ء

کتب نجوم و ہیئت

...نظام آسمانی، پنڈت دامی دھیرا۔ آگرہ، ۱۸۵۲ء

...ع الافلاک، عبد السلام، کلکتہ، ۱۸۳۲ء صفحہ ۲۷۲

...م آسمانی (انگریزی مع ترجمہ ہندوستانی) کلکتہ ۱۸۳۶ء

...احوال نظام آسمانی، ۱۸۵۲ء آگرہ

...دقائق النجوم، بڑے صاحب گھاٹے، مدراس ۱۸۴۸ء

...ں علم ہیئت، رام چندر، دہلی ۱۸۴۳ء، صفحہ ۳۲۵

۷ علم ہیئت مترجمہ لفٹنٹ میلس، لکھنؤ ۱۸۳۲ء

جغرافیہ

۱ ترجمۂ مراصد الاطلاع (عربی) در اردو، عبد المومن ۶۲-۱۸۶۱ء پورٹ بلیر، ۳ جلد

۲ فتح گڈھ نامہ، (احوال ضلع فتح گڈھ) کالی رائے، دہلی ۱۸۴۹ء، صفحہ ۲۰۴

۳ علم جغرافیہ مترجمۂ میر غلام علی، کلکتہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۲۲۰

۴ جغرافیۂ عالم۔ دہلی، ۱۸۵۳ء صفحہ ۱۰۹

۵ خلاصۂ علم الارض، (مع انگریزی) کلکتہ ۱۸۲۴ء

۶ خلاصۃ الجغرافیہ، آگرہ، ۱۸۵۴ء

۷ مرآۃ الاقالیم، کلکتہ، ۱۸۳۶ء صفحہ ۱۸۰

۸ مختصر بیان جغرافیۂ ہند، پنڈت چنتامنی کانپور ۱۸۶۷ء

۹ جغرافیہ کا پہلا رسالہ، مترجم از انگریزی، میر غلام علی، مدراس، ۱۸۵۳ء

۱۰ جغرافیۂ ہند از انگریزی، پنڈت سوار وپ نراین و سیوا روپ نراین دہلی ۱۸۴۸ء، صفحہ ۱۲

طبعیات

۱ عجائب روزگار۔ رام چندر۔ دہلی ۱۸۴۷ء

۲ بجلی کی ڈاک، جے، ڈبلو، بیل، آگرہ، ۱۸۵۴ء

۳ ہوا کا بیان، بدری لال، بنارس ۱۸۵۴ء

۴ علم حکمت (میکنکس) چالیس فنک، کلکتہ، ۱۸۴۳ء، صفحہ ۳۰۱

۵ معدنیات، جواہر لال، آگرہ ۱۸۵۵ء

۶ خلاصۃ الصنائع، (ترجمہ از انگریزی) بھولا ناتھ، آگرہ، ۱۸۵۴ء، صفحہ ۱۱۲

مرآۃ العلوم، ہری درمن لال، بنارس ۱۸۴۹ء

رسالہ مقناطیس، ترجمہ از انگریزی، سید کمال الدین، دہلی، ۱۸۵۰ء، صفحہ ۲۷

تحصیل فی جر اثقیل، سید احمد خان، آگرہ، ۱۸۴۴ء

اصول علم طبعی ترجمہ از انگریزی، اجودھیا پرشاد و سیوا پرشاد، دہلی ۱۸۴۸ء، صفحہ ۱۶۹

اصول جر اثقیل، محمد احسن، بنارس ۱۸۵۴ء

اصول قواعد بائیات، ترجمہ انگریزی، اجودھیا پرشاد، دہلی ۱۸۵۰ء، صفحہ ۲۶۴

مقاصد العلوم ترجمہ انگریزی، سید محمد میر ۱۸۴۱ء کلکتہ،

دائرۂ علم (نیچرل فلاسفی) محمد کرم بخش، لکھنؤ ۱۸۶۶ء

معاشیات (پولیٹکل اکانومی)

ترجمہ معاشیات مل۔ وزیر علی، دہلی ۱۸۴۴ء، صفحہ ۴۱۸۰

اصول علم انتظام مدن، ترجمہ انگریزی دھرم نراین۔ دہلی، ۱۸۴۶ء،

اصول سیاست مدن، دھرم سہا، علی گڈھ ۱۸۶۹ء،

علم انتظام مدن۔ ترجمہ انگریزی، ناسو ولیم سینیر، علی گڈھ ۱۸۶۴ء

علم المعاشرت

اقبال فرنگ، بیان عادات و آداب و احوال فرنگ، نواب اقبال الدولہ بہادر کلکتہ، ۱۸۳۴ء

دستور عمل امورات شادی و غمی، چراغ شاہ ملتانی ۱۸۶۸ء

اشتہار کمیٹی، درباب تخفیف مصارف شادی، آگرہ ۱۸۶۸ء

ترمیم ضوابط شادی۔ آگرہ ۱۸۶۸ء

ضوابط شادی آرہ ۱۸۶۸ء ایضاً پٹنہ ۱۸۶۷ء

منطق

۱ ترجمۂ شمسیہ مولوی سید محمد، دہلی ۱۸۴۲ء

۲ میزان العلوم، سید عبد العلی، پٹنہ ۱۸۶۹ء

۳ خلاصۃ المنطق، دیوی پرشاد، بدایون ۱۸۶۹ء

لائبریری کے بند ہونے کا وقت آگیا اسلیے مجبوراً یہ فہرست تمام ہوتی ہے، ورنہ جی تو یہ چاہتا تھا کہ اس تمام ذخیرہ کا ایک سرسری جائزہ ناظرین معارف کے پیشکش کرسکتا،

سید سلیمان ندوی

۲۷۔ اپریل ۲۰ء

البرٹ ہال مینشن، لندن

حقیقت علم

(۳)

یہ صورت ان احساسات مرکبہ کی ہے جنکا تعلق اشیاء جزئیہ کے احساس سے ہی لیکن دوسری
ی ترکیب احساسات کی وہ ہے جسمین اشیاء و اشخاص جزئیہ کا ادراک ہمین نہین ہوتا بلکہ جسکے
سے ہم واقعات و حوادث کا ادراک کرتے ہین' ان دونون مین فرق جو کچھ ہی وہ صرف یہ
کہ جزئیات و اشخاص کے ادراک و احساس مین مختلف احساسات بیک وقت ذہن
ر مجتمع ہوتے ہین' بخلاف اسکے واقعات کے ادراک کے وقت مختلف احساسات
رپے ذہن کے اندر مجتمع ہوتے جاتے ہین' پہلے ذہن کے اندر ایک احساس پیدا ہوتا
ر دوسرا اوسکے بعد تیسرا غرض اسی طرح پے درپے ذہن کے اندر مختلف احساسات
تے ہین اور جب ذہن مین ان سب کا اجتماع تدریجا ہوجاتا ہے تو نفس مین انکے مجموعہ
ب واقعہ کا خیال پیدا ہوتا ہے' انہین سے پہلی قسم کے احساسات کو جزئیات کا
ں اور دوسری قسم کے احساسات کو واقعات کا احساس کہتے ہین' لیکن بحیثیت
ونون قسم کے احساسات احساسات مرکبہ کہلاتے ہین' انہین احساسات مرکبہ
ے تمام علوم حسیہ کا مدار ہوتا ہی کیونکہ دنیا مین جتنی باتین ہمارے حواس کے سامنے
ین انکا بیشتر حصہ احساسات مرکبہ کی شکل مین ہمارے ذہن کے اندر آتا ہے' اور
بسیط یا احساس مفرد علم طبعیات کے سالمہ کی طرح محض ایک وہمی شے ہی جسکا تجربہ
ا روزانہ زندگی کے لحون مین بہت کم ہوتا ہے بس جہانتک ممکن ہو اپنے احساسات

مرکبہ کو غلطی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا چاہئے ورنہ احساسات کی غلطی سے تمام علوم
غلط ہوجا ئینگے۔

(۲۶) **تصور کی حقیقت** صفحات بالا مین کیفیت حس، اسکے تفریعات، اور حس کی غلطیون اور انکے اسباب
سے بالاجمال بحث کی گئی جس سے کیفیت حس کی حقیقت اور علم وحس کے باہمی تعلق کی کافی
وضاحت ہوگئی، لیکن شروع مضمون مین ہمنے بیان کیا تھا کہ انسان کے علم بسیط کے تین درجہ
ہین، حس[۱]، تصور[۲]، تجرید ذہنی[۳] اور ان تین مدارج کے بعد علم مرکب یعنی تجربہ، استقرا، اور استدلال
کے حدود شروع ہوتے ہین، پس اب کیفیت حس کی تشریح سے فارغ ہونے کے بعد
ہم تصور کی حقیقت بیان کرتے ہین۔

حس کی طرح تصور بھی چونکہ ایک کیفیت نفسی ہی اس لئے اسکی بھی کوئی منطقی تعریف
نہین کی جاسکتی اور اصل یہ ہے کہ دیگر مبادی کی طرح جنکا تعلق انسان کے علوم اولیہ کے
ساتھ ہی، ان کوائف نفسانی کی بھی واقعی منطقی حقیقت بیان کرنا مشکل ہی، تصور کی تعریف قدما
نے یہ کی تھی کہ ذہن مین کسی چیز کے آنے یا منقش ہوجانے کا نام علم ہے، انکے نزدیک علم و
تصور دونون مرادف ہین اور علم و تصور کی دو صورتین ہین، اگر مجرد تصور بلا حکم ہو تو اُسکو
تصور ساذج کہتے ہین، مثلاً زید کے علم کے وقت زید کی تصویر جو تمام اوصاف و احکام خارجیہ
سے مجرد ہوکر ذہن مین آئی ہے وہ قدماء کے نزدیک تصور ساذج ہی لیکن اگر زید کی
اس تصویر کے ساتھ ذہن مین زید کے کسی خارجی وصف کا بھی تصور ہو، مثلاً ہم بجائے زید
کا تصور کرنے کے یہ تصور کرین کہ زید مرگیا یا زید بیٹھا ہے تو اس صورت کو انکے نزدیک
تصدیق کہتے ہین، قدماء کا خیال ہے کہ تصدیق کے لئے کیفیت اذعانی ضروری ہے مگر تصور
حالت شک مین بھی ہوسکتا ہے، یہ قدماء کے خیالات ہین لیکن یہ خیالات بوجوہ غلط ہین۔

سلئے کہ علم کی کوئی ایسی صورت نہین جسمین کیفیت اذعانی نہ پائی جاتی ہو کیفیت حس
ریح اوپر گذر چکی ہے جو گویا تمام علوم انسانی کی اصل وبنیاد ہے، لیکن کیفیت حس کی
ین تمہین خیال ہوگا یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کیفیت کا آخری جز، جو اصل احساس ہے
س مادی کا کیفیت نفسی مین تبدیل ہونا ہے اور اس کیفیت کی حقیقت بجز اسکے کچھ
ہے کہ نفس مین اس شے خارجی کا ایک ایسا پائدار نقش پیدا ہوجاتا ہے جسکے باعث نفس اس
وجود خارجی کا حس کرلیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ شک ووہم علم کی حد سے خارج
وسری غلطی تصور کی اس تعریف مین یہ ہے کہ نفس کوئی ایسا ظرف نہین جسمین حروف کندہ
ہون جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے، تیسری غلطی اس تعریف مین یہ ہے کہ تصور کی نفسا
جسکا ہر شخص اپنی روزانہ زندگی مین تجربہ کرتا ہے اس تعریف کی غلطی پر شاہد ہے اور کوئی
کی حقیقت کے متعلق خود انسان کے ذاتی تجربہ سے بڑھکر کوئی شہادت نہین ہوسکتی، یہ
ہمارے تجربہ کے بالکل خلاف ہے کہ تصور کرتے وقت کوئی نئی تصویر کسی شی کی ہمارے
ن آتی ہے، گویا اس تعریف کا یہ مطلب ہے کہ تصور کے پہلے انسانکو واقعہ خارجی کا علم
ن ہوتا حالانکہ یہ سراسر ہمارے ذہنی تجربہ کے خلاف ہے بلکہ ہمارا ذہنی تجربہ اسکے خلاف
ت کی شہادت دیتا ہے کہ جس بات کا ہمکو پہلے سے علم نہ ہو اسکا تصور بھی نہین کرسکتے ہین
ہ بالا کی بنا پر ہمارے نزدیک قدماء کی تعریف صحیح نہین ہے،

تصور کی واقعی حقیقت دریافت کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے باطن کا دقیق مشاہدہ
ئے، احساس کی طرح کیفیت تصور کسی خارجی ہیج کی محتاج نہین ہے بلکہ جیسا ہم بیان کرچکے
کیفیت کا تعلق ان ادراکات انسانی سے ہے جو نفس اپنے ذہنی قوانین کی بنا پر اپنی
ترتیب سے حاصل کرتا ہے پس اس کی حقیقت کی تشریح بھی محض اس ذہنی ترکیب کی

حقیقت دریافت کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے، اس اصول کی بنا پر جب ہم اپنے باطن پر
غور کرتے ہین تو نظر آتا ہے کہ انسان کے ادراکات دو طرح کے ہوتے ہین بعض ادراکات
کا ظہور تو اسوقت ہوتا ہے جب ہمارے حاسہ کے سامنے کوئی شے موجود ہو اور ہمارا حاسہ
اس شے کا ادراک کررہا ہو، بالفاظ دیگر جب اشیاء خارجی کی موجودگی سے ہمارا نفس بذریعہ
حواس مختلف کیفیات نفسیہ سے متحسس ہوتا ہے، مثلاً جب ہم براہ راست سخت گرمی
کا احساس کرتے ہین، یا مثلاً جب ہم آگ کو چھو کر اسکی اذیت محسوس کرتے ہین، لیکن
بعض ادراکات وہ ہین جنمین گو بالفعل ان مختلف کیفیات نفسیہ کا احساس تو نفس کو نہین
ہوتا البتہ ان ادراکات کے ذریعہ سے ذہن مین ان کیفیات نفسیہ کی یاد تازہ ہوتی ہے
جو مختلف اوقات مین ہمارے ذہن مین پیدا ہوتی تھین مثلاً اگر ہم اس گرمی اور سردی
کی کیفیت کی یاد اپنے ذہن مین تازہ کرین جنکا کسیوقت بذریعہ حواس ہمنے احساس کیا
تھا تو یہ ادراک پہلے ادراک سے جو بذریعہ حواس حاصل ہوا تھا مختلف ہوگا۔

پھر ادراکات کی یہ دوسری صورت صرف ان محسوسات کے ساتھ خاص نہین ہے
جنکا حس حواس کے ذریعہ سے ہوتا ہے بلکہ چونکہ یہ ادراکات ذہن کی اندرونی ترتیب سے
پیدا ہوتے ہین اسلئے انکا دائرہ محسوسات کی حد سے متجاوز ہوکر جذبات کو بھی محیط ہوتا ہے
جسطرح ہم کبھی کبھی اپنے ذہن مین ان کیفیات نفسیہ کی یاد تازہ کرتے ہین جنسے ہم اسوقت
متحسس ہوئے تھے جب ہمارے حاسہ کے ساتھ کسی شے خارجی کو تعلق مقارنت یا تعلق علت
ومعلولیت پیدا ہوا تھا اسی طرح ہم ان کو الف نفسانی کی یاد بھی اپنے ذہن مین تازہ کرسکتے
ہین جنکی پیدائش کے لئے حواس کے ساتھ کسی شے کو تعلق پیدا ہونے کی ضرورت نہین ہوتی
مثلاً اگر ہم کسی وقت غصہ سے بیتاب ہوئے تھے تو یہ ممکن ہے کہ اس غصہ کے زوال کے بعد

ذہن مین اس کیفیت کا تصور پیدا ہو غرض ادراکات کی یہ صورت محسوسات ہی کیسا
ین ہے بلکہ اسکا تعلق انسان کے تمام کوائف نفسانی کے ساتھ یکسان ہے نیز ان دو
ین باہم اسقدر تمائز ہے کہ اگر مثلاً تم مجھسے یہ کہو کہ فلان شخص کو فلان شخص کے ساتھ
ہے تو مین تمہارا مطلب صاف سمجھونگا اور میرے ذہن مین یہ شبہہ ہرگز نہ پیدا ہوگا
شخص کو محبت نہ ہو بلکہ وہ صرف محبت کا تصور کر رہا ہو،

رض انسان کے ادراکات کی یہ دو قسمین ہین جنمین سے ایک کا تعلق ہیجات بیرونی کے
ور دوسری قسم کا کوائف نفسانی کی اندرونی ترتیب سے ان دو قسم کے ادراکات
قسم کے ادراکات کو احساس کہتے ہین جسکی تشریح صفحات بالا مین گذر چکی ہی اور دو
اکات کو تصورات کہتے ہین پس تقریر بالا کی بنا پر اگر تم تصور کی منطقی تعریف کرنا
ور کی اس خاص حالت کو جسکے باعث تصور و احساس مین باہم فرق پیدا ہوتا ہے
دکیر تصور کی یہ تعریف کر سکتے ہو کہ وہ ادراک کی وہ کیفیت ہے جو کسی بیرونی ہیج کی
ہوتی بلکہ جو اُسوقت پیدا ہوتی ہے جب ہم کسی گذشتہ احساس کی یاد تازہ کر رہے
لکہ اس کیفیت کی پیدائش ایک دوسری کیفیت نفسانی پر موقوف ہوتی ہے
ح مین ہم توجہ کہتے ہین، اسلئے دوسرے الفاظ مین تصور کی تعریف یہ بھی کیجا سکتی ہے
یت ادراکی ہے جو اسوقت پیدا ہوتی ہے جب ہمارے توجہ کا انعطاف کسی
احساس کی جانب ہوتا ہے پس اس تعریف سے واضح ہوا کہ جس طرح کیفیت حس
بیرونی پر ہے اسی طرح کیفیت تصور کی پیدائش ایک ہیج اندرونی پر موقوف
جہ کہتے ہین یہی وجہ ہے کہ بلا توجہ کے ہم اپنے ذہن مین کسی گذشتہ احساس کی
کر سکتے ہین،

تقریر بالا مین تصور کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ احساس کے
ذریعہ سے ذہن مین جو معلومات حاصل ہوئے ہین انمین کیفیت حس کے مٹجانے کے بعد
رنگ آمیزی کرنے اور انکو دوبارہ نفس کے سامنے لانے کا نام تصور ہے گویا یہ کیفیت حس کے
توابع مین سے ہے لیکن نفس کے اس طلسمی راز کو دیکھکر کہ جس کے مٹنے کے بعد محسوسات ذہنی
کی پیدائش پھر دوبارہ کس طرح ہوتی ہے قدما مین یہ بحث پیدا ہوئی کہ آیا ان مدرکات
ذہنی کا وجود ذہن کے اندر ہوتا ہے یا نہین ؟ اسی مسئلہ کو اصطلاح مین وجود ذہنی کہتے
ہین جو دیگر مسائل فلسفہ کیطرح ارسطو کی ایجاد ہے، اور ارسطو کے بعد ازمنہ متوسطہ مین اس
مسئلہ کو عرب فلاسفہ نے گویا اپنے نزدیک عقلی دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ ان لوگون کا
خیال تھا کہ اشیاء خارجی کا وجود ذہنی بھی ہوتا ہے یعنی یہ کہ شئے خارجی ذہن کے اندر خود
موجود ہوتی ہے لیکن ان لوگونکے علاوہ عرب فلاسفہ مین اشاعرہ متکلمین کا ایک ایسا گروہ
بھی تھا جسنے وجود ذہنی کا شد و مد کے ساتھ انکار کیا اور اسکے بعد برکلے کے نظریہ اہمیت کے
ذریعہ سے جو در اصل اشاعرہ متکلمین کی آواز بازگشت تھی وجود ذہنی کا پورا ابطال ہوگیا اور
اب موجودہ زمانہ مین جبکہ علم النفس کی بنیاد علم تشریح اور وظائف الاعضا پر رکھی گئی ہے
اس بات کا کسی کے ذہن مین شبہہ بھی نہین گذر سکتا کہ جو چیزین خارج مین موجود ہین وہ
تصور کے ذریعہ سے کبھی ہمارے ذہن کے اندر بھی رسائی حاصل کر سکتی ہین، ہمکو فلاسفہ قدیم
کے دلائل سے کوئی بحث نہین کیونکہ انکے دیگر دلائل کیطرح اس دعوی کے دلائل بھی لفظی
مباحث اور سطحی نظریہ پر مبنی ہین جنکی اس زمانہ ترقی مین کوئی قدر و قیمت نہین لیکن ہم اسجگہ
صرف یہ بتا دینا چاہتے ہین کہ ان فلاسفہ کو وجود ذہنی کا خیال جو پیدا ہوا اسکی بنا صرف
یہ ہے کہ ہمارے حس کے مٹنے کے بعد بھی ہمارے ذہن مین اشیاء غائبہ کا تصور باقی رہتا ہے

ونہون نے خیال کیا کہ تصور کے لیے وجود ذہنی ضروری ہے لیکن حس وتصور کا
قابلہ کرکے ہم نے اوپر کیفیت تصور کی جو تشریح کی ہے اوسکے واضح ہوجانے کے بعد
ت مین کوئی شبہ نہین باقی رہتا کہ تصور محض اس احساس بسیط کے ترکیب پانے کا
جسکا تجربہ اپنی بسیط اور اصلی حالت مین انسان کو بہت کم ہوتا ہے اور وہ کیفیت نفسی
س مادی کی منقلب شدہ صورت ہے جب کیفیت حس کے مٹنے کے بعد نفس مین دوبارہ
ں ہے تو اسی کو ہم تصور کہتے ہین گویا عدم فنا، مادہ اور قانون ارتقار جو دیگر مظاہر کائنات
ین وہ کوائف نفسانی مین ارتعاش مادی کی منقلب شدہ صورتون پر بھی عامل ہوتے
حس کے ذریعہ سے نفس مین جو ایک اثر پیدا ہوتا ہے اوسکو اصل شئے خارجی سے کوئی
ین ہوتی اسکی حالت بالکل ویسی ہی ہے جسطرح خارج مین آکسیجن اور ہائیڈروجن کے
پانی پیدا ہوتا ہے مگر آکسیجن اور ہائیڈروجن کے امتزاج کو پانی کی پیدائش سے
ت نہین اسیطرح حواس کے سامنے شئے خارجی کے آنے سے جو احساس پیدا ہوتا ہے
اس شئے خارجی سے کوئی نسبت نہین ہوتی اور چونکہ تصور کی حقیقت بجز اسکے کچھ
ہے کہ وہ مٹا ہوا احساس ہے جسمین عوامل نفسانی سے حرکت پیدا ہوگئی ہے اور تصور
مین جو کچھ ہوتا ہے وہ صرف یہی ہے کہ وہ اثر جو حس کے وقت ذہن مین قوت کے
یا ہوا تھا اسمین اس کیفیت کے مٹتے ہی جو جمود پیدا ہوتا ہے تصور اس جمود کو
ں تجدید کرتا ہے گویا وہ نقش جو پہلے زنگ آلود ہوگیا تھا وہ اب ابھر آتا ہے اس لیے
ہے کہ کیفیت تصور مین ذہن کے اندر کسی شئے کے آنے کا گمان بھی کسی طرح نہین ہوسکتا
صورت مین آگ کی گرمی پہاڑ کی بلندی اور اونٹ کے طول قامت کی تصویر کس کے
ن آتی ہے ؟ اسی طرح تصور کرتے وقت پہاڑ کی بلندی کا وجود کس کے ذہن مین ہوتا ہے

ذہن یا کاسۂ سر مین تحیز کی صلاحیت بھی نہین ہے تعجب ہے کہ فلاسفہ نفس کو غیر متحیز اور غیر ممتد
مانکر کسطرح اس بات کے قائل ہوگئے کہ اس غیر متحیز اور غیر ممتد جوہر کے اندر متحیز اور ممتد چیزونکا
حصول یا حلول ہوتا ہے[1]۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمکو اس سے بحث نہین کہ نفس ایک جوہر غیر ممتد ہے
یا جوہر ممتد البتہ ہم نفس کی حقیقت سے ناواقف رہکر اسقدر جانتے ہین کہ اعمال نفس فکر و شعور
پر مشتمل ہین اور ان مشاعر و افکار کی وہ صفت جو نفس کی اندرونی ترتیب سے پیدا ہوتی ہے
یعنی جسکے پیدا کرنے مین مہیجات بیرونی کو دخل نہین ہوتا اسکی پیدائش ذہن مین چند نفسانی
قوانین کی بنا پر ہوتی ہے انہین نفسانی قوانین مین سے نفس کا ایک قانون یہ ہے کہ حس کے
ذریعہ سے جو نقش ذہن انسانی مین پیدا ہوتا ہے اسمین ایک دوسرے عامل نفسانی یعنی توجہ کے
ذریعہ سے کیفیت حس کے مٹنے کے بعد رنگ آمیزی کیجا سکتی ہے اس قانون کو ہیوم کے
الفاظ مین تم یون بھی ادا کرسکتے ہو کہ جس طرح خارج مین ہر وہ شئے جو کسیوقت پیدا ہوتی ہے معدوم
ہونے کے بعد اپنا ایک پائدار نقش چھوڑ جاتی ہے اسی طرح اعصاب انسانی مین بھی یہ ایک
عجیب خاصیت ہے کہ انکے سامنے کسی شئے خارجی کے آنے سے لوح اعصاب پر ایک نقش سا جو

[1] متصورات کا وجود ذہنی مان لینے کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حصول یا دخول ذہنی کے کیا معنی ہین
محض تعلق یا مقارنت کافی نہین ہے فلاسفۂ قدیم کا میلان زیادہ تر اس جانب معلوم ہوتا ہے کہ حصول اصل مین حلول
ذہنی ہے لیکن دقت یہ ہے کہ حکماء قدیم حلول ہی کی تعریف متعین نہین کرسکتے ہین اسکے علاوہ حلول ذہنی کی بنا پر فلاسفہ
نے بساطت نفس کو ثابت کیا ہے اور اس کمزور بنیاد پر اپنے مابعد الطبعیات کی ایک بہت بڑی عمارت کھڑی کردی ہے
لیکن اصل ہی کمزور ہے یہ تعمیر کیا کام دیگی ہم نے وجود ذہنی کے متعلق فلاسفہ و متکلمین کے کل مناظرات کو پڑھکر خود
بھی غور کیا لیکن ہمکو دونون مین سے کسی کے دلائل مین بھی محض تجریدات ذہنیہ اور الفاظ کی مبہم پیچیدگیون کے
سوا کچھ نظر نہ آیا ۱۲۔

وہ نقش یا اثر کبھی زائل نہین ہوتا بلکہ ایک دوسرے عامل نفسی یعنی توجہ کی وساطت
ت مین ہر وقت انتشار پیدا ہوتا رہتا ہے اسی انتشار وافتراق کی بسیط کیفیت کا نام
تصور ہے یہ کیفیت انسانون کی طرح حیوانون مین بھی پیدا ہوتی ہے۔ غرض کیفیت
ائش نفس کے صرف اس قانون پر مبنی ہے جسکا تجربہ انسان کو روزانہ زندگی مین
ہتا ہے لفظ "قانون" کا منشا صرف یہ ہے کہ ہم اپنی روزانہ زندگی مین صرف
جب ہم اپنے کسی گذشتہ احساس کی جانب توجہ کرتے ہین تو وہ احساس ہمارے
بارہ پیدا ہو جاتا ہے لیکن ہم یہ نہین جانتے کہ ایسا کیون ہوتا ہے اور اس واقعہ
؟ اسی بنا پر ہم کہتے ہین کہ کیفیت تصور کی پیدائش کی علت توجہ ہے پس تصور
توجہ اور اس کیفیت کے علاوہ ہمین کسی ایسی چیز کا تجربہ کبھی نہین ہوتا جو ہمارے
ر موجود ہوتی ہو اور اس بنا پر وجود ذہنی کا خیال ہمکو فلاسفہ کے ان دیگر
زیادہ وقیع نظر نہین آتا جو محض سطحیت اور مبہم الفاظ کی پیچیدگیون پر مبنی ہین۔

ں کا فرق اور دونون کا باہمی تعلق

لیکن چونکہ کیفیت توجہ کی نفسانی تشریح اور اس کے
ے ہمارے زیر بحث موضوع کو کوئی تعلق نہین اسلیے ہم ان مباحث سے یہان
ہین البتہ کیفیت تصور کی مزید تشریح کی غرض سے یہان صرف اتنا جان لینا چاہیے
کے ذہن کو کبھی اس شئے کی جانب توجہ نہین ہو سکتی جسکا علم پہلے سے انسان کو
ے توجہ کی طرح تصور بھی اپنی پیدائش مین اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ پہلے سے
توجہ امر کے متعلق معلومات حاصل ہو چکے ہون اور چونکہ تصور کے پہلے معلومات
ذریعہ بجز احساس کے اور کوئی نہین ہے اسلیے جب کبھی ہمارے ذہن مین تصور
ہوتی ہے تو اس سے پہلے ہمارے ذہن مین احساس کے ذریعہ سے معلومات

حاصل ہو چکے ہوتے ہین کیفیت حس کی تشریح کے بیان مین یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حس کا آخری جز جو اصل احساس ہے ارتعاش مادی کا کیفیت نفسی مین تبدیل ہو جانا ہے احساس کے ذریعہ سے ذہن مین یہ کیفیات نفسیہ جب پیدا ہوتی ہین تو گو حاسہ کے سامنے سے مہیج حس کے ہٹتے ہی اصل احساس کی کیفیت مٹ جاتی ہے مگر احساس کے ذریعہ ذہن انسانی پر جو ایک نقش سا بنجاتا ہے وہ اب بھی باقی رہتا ہے اور پھر جب کبھی ہماری توجہ اس مٹے ہوئے نقش کی جانب منعطف ہوتی ہے تو ہمارے ذہن مین پھر وہی اگلی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو اصل احساس کیوقت پیدا ہوئی تھی پس تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ تصور کی پیدائش ہمیشہ احساس کے بعد ہوتی ہے نیز یہ کہ تصور محض ذہن کی اس کیفیت کا نام ہے جسمین ذہن توجہ کی بنا پر احساس کے مٹے ہوئے نقوش مین رنگ آمیزی کرتا ہے یا یون کہو کہ حاسہ کے سامنے کسی شئے خارجی کے آنے سے لوح ذہن پر جو اک نقش کندہ ہوتا ہے اسمین حاسہ کے سامنے سے اس شئے خارجی کے ہٹتے ہی زنگ پیدا ہو جاتا ہے کیفیت تصور اس زنگ کے دفع کرنے کا نام ہے گویا حسیات کے زنگ آلود نقوش کا تصور کے ذریعہ سے صیقل ہو جانا ہے غرض تصور اور حس کی نفسانی تشریح سے یہ بات صاف واضح ہوتی ہے کہ تصور و احساس مین قبلیت و بعدیت کی نسبت ہے اگر ہمکو کسی چیز کا حس نہ ہوا ہو تو اس چیز کا تصور بھی ہم نہین کر سکتے ہین (اس دعوی کے تفصیلی دلائل سے ہم آگے چلکر مفصل بحث کرینگے) لیکن اب ان دونون کیفیتون کا باہمی تعلق دریافت کرنے کے بعد یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون کے باہمی فرق بھی مفصل بتا دیے جائین

کیا قرآن مجید مین شاعری نہین ہی؟

از مولانا عبدالسلام ندوی

ب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جو خطابات دیے تھے اون مین ایک یہ تھا کہ
ر ہین، لیکن خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید مین ہر موقع پر اس سے تیری وتحاشی ظاہر کی
ع پر فرمایا۔

ںنا ہ الشعر وما ینبغی لہ — ہم نے اوسکو نہ شاعری کی تعلیم دی اور نہ شاعری اسکے لیے موزون ہے

جگہ ارشاد ہوا

بقول شاعر — یہ شاعر کا کلام نہین

نہایت تہدیدی الفاظ مین فرمایا۔

ون شاعر نتربص بہ ریب — کیا وہ لوگ کہتے ہین کہ وہ ایک شاعر ہے جس کی

ل تربصوا فانی معکم من — بربادی کے لیے ہم حوادث زمانہ کا انتظار کر رہے ہین،

ین۔ — کہہ کہ انتظار کرو ہم بھی تمھارے ساتھ منتظر ہین،

کے علاوہ روایات سے بھی ثابت ہی کہ بعض نیکدل لوگ آپ کی خدمت مین آئے،
دی کہ آپ جو کلام اہل عرب کے سامنے پیش کر رہے ہین وہ شاعرانہ کلام سے بالکل
صحیح مسلم مین ہے کہ جب انیسؓ (جو شاعر بھی تھے) آپ کی خدمت مین حاضر ہوے تو
ے پلٹ کر اپنے بھائی حضرت ابوذر غفاریؓ سے کہا،

اعر، کاھن، ساحر لقد — کفار کہتے ہین کہ وہ شاعر ہے، کاہن ہے،

الکھنۃ فما ھو بقولھم — ساحر ہے، لیکن مینے کاہنون کا کلام سنا ہے

ولقد وضعت قولہ علی اقراء الشعر فما — وہ اونکا قول نہین، اسپنے اوسکے کلام کو شاعری

یلتئم علی لسان احد بعدی انہ شعر واللہ — کی ترازو مین تولا تو اب میرے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ

انہ لصادق وانھم لکاذبون[۱] — وہ شعر ہی خدا کی قسم وہ سچا ہی اور وہ لوگ جھوٹے ہین

اب سوال یہ ہے کہ ان دونون اقوال مین کسکو ترجیح دیجاے؟

یہ بالکل سچ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر نہ تھے، اور آپ نے اہل عرب کے سامنے جس کلام کو تحدی کے ساتھ پیش کیا تھا وہ شعر نہ تھا، تاہم ایک جم غفیر جو عرب کے شاعرانہ مذاق سے کامل واقفیت رکھتا تھا محض بغض وعناد کیوجہ سے آپ کو شاعر کا خطاب نہین دیسکتا تھا۔

آپ غیب کی خبرین دیتے تھے تو اہل عرب آپ کو کاہن کہتے تھے، آپ معجزات دکھاتے تھے تو وہ لوگ آپ کو ساحر کہتے تھے، آپ اگرچہ کاہن یا ساحر نہ تھے تاہم آپ مین اور ان لوگون مین اسقدر مابہ الاشتراک ضرور تھا کہ کاہن بھی اسی قسم کی پیشینگوئیان کرتے تھے اور جادوگرون کی شعبدہ بازیان بھی معجزات سے مشابہ ہوتی تھین، اور کفار نے اسی مماثلت کو پیش نظر رکھکر آپ کو ساحر اور کاہن کا خطاب دیا تھا، اس بنا پر اونھون نے آپکو شاعر کا خطاب بھی کسی نہ کسی مناسبت کی وجہ سے دیا ہو گا، لیکن اسکے ساتھ ایک ایسے شخص کی شہادت کو بھی جو خود شاعر تھا، نظر انداز نہین کیا جاسکتا، وہ آپکے کلام کو شاعری کی میزان مین رکھتا ہے تو وہ شعر سے بالکل مختلف نظر آتا ہی اور وہ بے اختیار پکار اوٹھتا ہی کہ خدا کی قسم وہ سچا ہے اور وہ لوگ جھوٹے ہین۔

شعر کی حقیقت کے متعلق اہل ادب کی جو تصریحات ہین وہ بھی باہم متعارض ہین، ادب کی عام کتابون مین شعر کے لیے صرف وزن، قافیہ اور ارادہ متکلم کو ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن ابن رشیق نے کتاب العمدہ مین شاعری کی حقیقت کے متعلق محققین اہل ادب کے جو اقوال نقل کیے ہین اون سے ثابت ہوتا ہے کہ وزن، بحر اور قافیہ بالکل عرضی چیزین ہین، اور شعر کے

ناصران سے بالکل الگ ہین، اونکے نزدیک شعر کی بنیاد چار چیزون پر قائم ہے، ترغیب
ب، خوشی و مسرت، رنج و غصہ، اور شاعری کے تمام انواع کی صورت ترکیبی انہی عناصر
ے وجود مین آتی ہی، ترغیب سے مدح و شکر کے جذبات کی تولید ہوتی ہے، ترہیب سے
و استعطاف کے جذبات پیدا ہوتے ہین، خوشی و مسرت سے تشبیب و غزل کا خاکہ تیار
، اور رنج و غصہ سے ہجو، اور دھمکی کے جذبات کو اشتعال ہوتا ہے، چنانچہ ایکبار
لک بن مروان نے ارطاۃ بن سمیہ سے کہا کہ آج تم شعر کہہ سکتے ہو؟ اوس نے
خوش ہون، نہ مجھے غصہ آیا ہے، نہ مین نے شراب پی ہے، اور نہ میرے دل مین
ی خواہش ہے، اور شعر انہی حالات مین کہا جاتا ہے، ایک ادیب نے شاعری کو
م یعنی مدح و ذم مین محدود کر دیا ہے، اور اوسکے نزدیک شاعری کے بقیہ انواع انہی دونون کی فرعین
، فخریہ، تشبیب، غزل، حکم، مواعظ، زہد و قناعت غرض تمام محاسن اخلاق مدح مین
اور ہجو بالکل اسکے برعکس ہے، ایک ادیب کا قول ہے کہ شعر بالکل ایک گھر کے
، اوسکی بنیاد طبیعت ہے، اوسکی چھت روایت ہے، اوس کا ستون علم ہے،
ازہ تجربہ ہے اور اوس کا رہنے والا معنے ہے، وزن و قوافی بالکل ایسے ہی ہین
کے لیے کھونٹیان،
ں نے شاعری کے پانچ مقصد قرار دیے ہین، تغزل، مدح گستری، ہجو گوئی
یعنی کسی چیز کی تصویر کھینچنا، جس مین تشبیہ و استعارہ بھی داخل ہے،
اب ان اقوال کو پیش نظر رکھکر غور کرو تو تم کو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید شاعر
والا ہے، عبادات اور معاملات کے متعلق قرآن مجید مین جو آیتین ہین، اون مین
نہ عناصر نہین پائے جاتے، لیکن یہ تمام آیتین مدنی ہین، اور کفار کا اصلی مقابلہ

مکہ مین تھا، اور مکی آیتین تمامتر شاعرانہ عناصر سے لبریز ہین، مکی آیتون مین عموماً حشر و نشر، عذاب
و ثواب اور دوزخ و جنت کا ذکر کیا گیا ہے، مسلمانون کی مدح، اور کفار کی ہجو کی گئی ہے،
اور ان تمام مضامین کو نہایت پرجوش اور شاعرانہ انداز مین ادا کیا گیا ہے، مثلاً واقعات
قیامت کا بیان جن آیات مین کیا گیا ہے، اون مین کسقدر اعلیٰ درجہ کی محاکات پائی جاتی ہے

كلا اذا دكت الارض دكا دكا وجاء
ربك والملك صفا صفا،
فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس
والقمر يقول الانسان يومئذ اين المفر،
كلا لا وزر، الى ربك يومئذ المستقر،
وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة،
ووجوه يومئذ باسرة تظن ان يفعل بها
فاقرة كلا اذا بلغت التراقي، وقيل من
راق وظن انه الفراق والتفت الساق
بالساق، الى ربك يومئذ المساق

ہرگز نہین جب زمین ریزہ ریزہ کر دیجائیگی، اور خدا
اور فرشتے پرے باندھے ہوے آئینگے،
جبکہ نگاہ چوندھیا جائیگی، اور چاند گہنا جائیگا اور چاند
اور سورج جمع کر دیے جائینگے، تو انسان کہیگا کہ اب جائے
گریز کہان ہے، ہرگز نہین کوئی جائے پناہ نہین، صرف تیرے خدا ہی کے پاس ٹھکانا ہے
بہت سے چہرے آج تر و تازہ نظر آئینگے، اور اپنے
خدا کی طرف دیکھتے ہونگے، بہت سے چہرے غمگین نظر آئینگے
اور اونکا خیال ہوگا کہ اون پر سخت عذاب آئیگا،
ہرگز نہین، جب سانس حلق مین آکر اٹک جائیگا،
اور کہا جائیگا کہ اب کون جھاڑ پھونک کرنیوالا ہے
اور وہ گمان کریگا کہ فراق کا وقت آگیا، اور ٹانگ سے
ٹانگ لپٹنے لگی، اب خدا ہی کی طرف یہ ہنکا دا ہے

يا ايها الناس اتقوا ربكم ان زلزلة الساعة
شيء عظيم يوم ترونها تذهل كل مرضعة
عما ارضعت وتضع كل ذات حمل حملها

لوگو خدا سے ڈرو، کیونکہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی
چیز ہے، اوس دن ہر دودھ پلانیوالی عورت اپنے
شیرخوار بچے کو بھول جائیگی، اور ہر حاملہ کا حمل

وتری الناس سکری وما هم بسکری
ولکن عذاب الله شدید

ساقط ہوجائیگا، تم لوگون کو دیکھوگے کہ وہ متوالے ہین، حالانکہ وہ متوالے نہین، لیکن خدا کا عذاب سخت ہے

ہل جنت کی مدح مین کسقدر شاہانہ جاہ وجلال کا اظہار کیا گیا ہے،

وجوہ یومئذ ناعمة لسعیها راضیة فی
جنة عالیة لا تسمع فیها لاغیة فیها
عین جاریة فیها سرر مرفوعة واکواب
موضوعة ونمارق مصفوفة وزرابی
مبثوثة۔

بہت سے چہرے آج کے دن تروتازہ اپنی کمائی کر خوش، جنت عالیہ مین ہونگے جس مین لغو باتین نہ سنینگے، اوس مین نہرین جارین ہونگی اونچے بلند تخت ہونگے، پیالے رکھے ہوئے ہونگے، اور صف بصف پردے اور بچھے ہوے بستر ہونگے،

فار کی ہجو کسقدر سخت الفاظ مین کی گئی ہے،

ولا تطع کل حلاف مهین هماز مشاء بنمیم
مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلك
زنیم ان کان ذا مال وبنین۔

اور اوس شخص کے کہنے مین نہ آنا جو بات بات مین قسم کھاتا ہو، آبرو باختہ ہے طاعن ہے چغلیان کھاتا ہے لوگونکو اچھے کامون سے روکتا ہو، حد سے بڑھ گیا ہو، بد ہو، تند خو ہے اور ان سب باتونکے ساتھ مجہول النسب بنلتا ہو، اس لیے کہ وہ مالدار اور لڑکون والا ہے

قرآن مجید کا شاعرانہ زور زیادہ تر تشبیہات و استعارات مین صرف ہوا ہے، لیکن وہ اسقدر کثیر متنوع، اور مختلف المقاصد ہین کہ اس مختصر مضمون مین اونکا استقصا نہین کیا جاسکتا،

موجودہ زمانہ مین شعر کی حقیقت کے متعلق جو موشگافیان ہوئی ہین، اوس نے اس مسئلہ کو اور بھی واضح کر دیا ہے، قدیم اہل ادب کے نزدیک شعر کم از کم الفاظ کا پابند تھا، لیکن جدید تحقیقات کی بنا پر شعر کے لیے الفاظ کی بھی ضرورت نہین، چنانچہ حالی صاحب فرماتے ہین،

"شاعری مین ایک خاص کیفیت پائی جاتی ہے جسکا وجود نظم ونثر دونون مین یکسان طور سے ہوسکتا ہے، بلکہ جو اپنے وجود کے لیے سرے سے الفاظ ہی کی محتاج نہین"[1]

ایک یورپین مصنف لکھتا ہے کہ

"ہر چیز جو دل پر استعجاب یا حیرت، یا جوش یا اور کسی قسم کا اثر پیدا کرتی ہے شعر ہے"

اس بنا پر فلک نیلگون، نجم درخشان، نسیم سحرگاہ، شفق، تبسم گل، خرام صبا، نالۂ بلبل، ویرانی دشت، شادابی چمن، غرض تمام عالم شعر ہے، یہ آجکل کا خیال ہے، لیکن عجیب بات ہے کہ حضرت خواجہ فریدالدین عطار نے آج سے چھ سو برس پہلے کہا تھا۔

"پس جہان شاعر بود چون دیگران"[2]

لیکن کیا قرآن مجید مین یہ خاص کیفیت نہین پائی جاتی، ؟ کیا کسی شاعر نے قرآن مجید سے زیادہ مناظر قدرت کی نیرنگیون، اور مظاہر فطرت کی بوقلمونیون کو نمایان کیا ہے ؟ اگر قرآن مجید مین یہ خاص کیفیت پائی جاتی ہے اگر قرآن مجید مین روحانی ومادی دونون عالم کی نیرنگیان نظر آتی ہین تو کیا وہ مجسم شعر نہین ہوسکتا ؟ اگر حسان بن ثابت نے اپنے بچے کی زبان سے ایک عمدہ تشبیہ سنکر بے اختیار کہہ دیا تھا کہ واللہ میرا لڑکا شاعر ہوگیا، تو اہل عرب نے قرآن کی ہزارون لطیف تشبیہات اور بدیع استعارات کو سنکر اگر اوسے شعر کہا تو کیا مذاق صحیح اونکو مجرم قرار دیسکتا ہے ؟

اس موقع پر زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید خطیبانہ انداز کی کتاب ہے، اور خطابت مین بھی اگرچہ شاعری کے تمام عناصر پائے جاتے ہین، باایمہہ دونون کے حدود بالکل الگ الگ ہین،

[1] الندوہ جلد ۵ نمبر ۲ [2] شعر العجم جلد چہارم صفحہ ۲

…طابت کا مقصود حاضرین سے خطاب کرنا ہوتا ہے، اسیلیے حاضرین کے مذاق، معتقدات
…ر میلان طبع کی جستجو کرتا ہے تاکہ اسکے لحاظ سے تقریر کا ایسا پیرایہ اختیار کرے جس سے
…ن کے جذبات کو برانگیختہ کرسکے اور اپنے کام مین لاے، بخلاف اسکے شاعر کو دوسرون سے
…رض نہین ہوتی وہ یہ نہین جانتا کہ کوئی اسکے سامنے ہے بھی یا نہین؟[1]"

…ید کے ذریعہ سے بھی دوسرون ہی کے معتقدات وخیالات پر اثر ڈالا جاتا تھا، اسلیے
…ز خطیبانہ تھا، شاعرانہ نہ تھا، اہل عرب کی یہ غلطی تھی کہ وہ ایک خطیبانہ کلام کو شاعرانہ
…ے تھے، لیکن عرب مین خطابت اور شاعری کے حدود بالکل ملے جلے ہوے تھے،
…طیب دونون اہل عرب کی قوت تھے اور دونون کی آتش بیانیان قبیلے کے قبیلے
…لگایا کرتی تھین، لیکن باینہمہ اشتراک واتحاد اہل عرب نے ہمیشہ خطبہ کو خطبہ اور شعر کو
…ہر قرآن مجید کے متعلق اونھون نے ایسی بدیہی غلطی کیون کی؟ مل صاحب کے نزدیک
…ی کو منصۂ عام پر لایا جاسکتا ہے، کیونکہ

…اعری گویا ایک خلوت نشین شخص کی گفتگو ہوتی ہے اور کسی خلوت نشین کی گفتگو کے شائع
…جانے مین کوئی استحالہ نہین، یہ بالکل ممکن ہے کہ جو گفتگو ہم نے کسی وقت صرف اپنے نفس کو
…طب کر کے کی ہو وہ ہی بعد کو دوسرون سے بھی کرین یا جو اقوال وافعال ہم سے تنہائی
…ن سرزد ہوے ہون اونکا اعادہ منظر عام پر بھی کردین[2]،

…ی حالت مین بھی شاعری شاعری ہی رہتی ہے، خطبہ نہین بن جاتی اسلیے کہ
…عری ثمرہ ہے عزلت گزینی اور غور وفکر کا، اور خطابت لوگون سے میل جول اور راہ
…سم کا، جس شخص کے اندرونی احساسات قوی ہوتے ہین اسکو اگر دماغی تعلیم کافی

…م جلد ۴ صفحہ ۵ ۲ الندوہ جلد ۸ نمبر ۴،

طور سے مل جاے تو اوس مین اعلیٰ درجہ کے شاعر بننے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے
بہ خلاف اسکے جو شخص دوسرون کے مزاج وجذبات سے پوری واقفیت رکھتا ہے
وہ اعلیٰ درجہ کا خطیب ہوتا ہے[1]،

قرآن مجید کی ابتدائی آیتین بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزلت گزینی اور گوشہ نشینی کا نتیجہ تھین اور خدا کا پہلا پیغام آپ کو غار حرا کے ایک تاریک گوشے مین دیا گیا تھا، نبوت کے بعد اہل مکہ سے آپ کی رسم وراہ بہت کم ہوگئی تھی، قرآن مجید کا ابتدائی حصہ جو نازل ہوا تھا وہ اہل مکہ کے معتقدات وخیالات کے بالکل متبائن تھا، اس لیے مل صاحب کے نظریے کے مطابق قرآن مجید کو بہ نسبت خطابت کے شاعری سے زیادہ مشابہت تھی، اور اسی مشابہت کی بنا پر اہل عرب اوسکو شاعرانہ کلام سمجھتے تھے، اس نظریہ سے قطع نظر کرنے کے بعد بھی اگر قرآن مجید اور خطبات عرب مین باہم مطابقت کی جاے تو دونون کی تشبیہات مین، دونون کے استعارات مین، دونون کی سلاست مین، دونون کی روانی مین محسوس فرق نمایان ہوگا قس بن ساعدہ کے خطبات اگرچہ قرآن مجید سے بہت کچھ مشابہ ہین، لیکن وہ بالکل مصنوعی ہین، اور قرآن مجید کی آیات کو پیش نظر رکھکر بنائے گئے ہین، ان کے علاوہ اہل عرب کے خطبے ہین، اون سے قرآن مجید ہر حیثیت سے مختلف ہے، اور اس اختلاف کی بنا پر اہل عرب نے اوسکو خطبات سے الگ رکھا تو یہ کوئی انشا پردازانہ غلطی نہین تھی،

ایک اور حیثیت سے بھی قرآن مجید کو شاعری سے الگ کیا جاسکتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ اہل عرب نے مضامین شعر کی دو قسمین کی ہین، تخییلی اور عقلی، عقلی مضامین اصولاً بالکل صحیح ہوتے ہین اور حدیث، قرآن، آثار صحابہ اور اقوال حکما سے اونکی تائید کی جاسکتی ہے، شاعر

[1] الندوہ جلد ۸ نمبر ۴

کوئی تصرف نہین کرتا، بلکہ صرف اون کو موزون کر دیتا ہے، مثلاً ایک شاعر کہتا ہے

...ن وان کنت ابن سید عامر	وفی السر منہا والصریح المہذب
...ن اگرچہ قبیلہ عامر کے	سردار کا بیٹا ہون
...ا سودتنی عامر عن وراثۃ	ابی اللہ ان اسمو بام ولا اب

...ن مجھکو عامر سے وراثۃ سرداری نہین ملی، خدا نہ کرے کہ مین باپ ماں کی وجہ سے بلند رتبہ ہون

...ون بالکل صحیح ہے اور قرآن وحدیث مین بتصریح مذکور ہے، قرآن مجید مین ہے

...کم عند اللہ اتقاکم	تم مین خدا کے نزدیک سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے،

...ریف مین ہے،

...شم لا تجئنی الناس بالاعمال	اے بنی ہاشم ایسا نہو کہ لوگ میرے پاس اعمال
...ن بالانساب	لیکر آئین اور تم نسب لیکر آؤ،

...س مین اس سے زیادہ کوئی تصرف نہین کیا ہے کہ جو کچھ قرآن وحدیث مین مذکور

...ظم کر دیا ہے، اہل ادب مین جو لوگ

...نعر اصدقہ	سب سے اچھا شعر وہ ہے جو سب سے زیادہ سچا ہو

...ین اونکے دعوی کی بنیاد اسی قسم کے مضامین پر قائم ہے اور حضرت حسان بن ثابت رض

...ضامین کی نسبت فرمایا ہے،

...ا ان احسن بیت انت قائلہ	بیت یقال اذا انشدتہ صدقا
...ترین شعر جو تم نے کہا ہے	وہ ہے جسکے پڑھنے کے ساتھ لوگ بول اوٹھین کہ سچ کہا ہے

...ن کے بالکل برعکس تخئیلی مضامین مین کسی قسم کی صداقت نہین پائی جاتی، شاعر صرف

اپنی قوت متخیلہ سے اونکو ثابت کر کے تمام دنیا سے منوا لیتا ہے، مثلاً ایک شاعر جوانی پر بڑھاپے کی فضیلت اسطرح ثابت کرتا ہے

والصارم المصقول احسن حالۃ	یوم الوغی من صارم لم یصقل
صیقل شدہ تلوار لڑائی کے دن	زنگ آلود تلوار سے بہتر ہوتی ہے

ایک اور شاعر اسی دعوی کو اسطرح ثابت کرتا ہے،

وبیاض البازی اصدق حسنا	ان تاملت من سواد الغراب
باز کی سفیدی اگر غور کرو	تو کوے کی سیاہی سے زیادہ خوشنما ہوتی ہے

ان دونون شاعرون نے صرف بال کی سفیدی اور سیاہی کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ بڑھاپے کو جوانی پر فضیلت حاصل ہے، کیونکہ بال کی سفیدی صیقل کردہ تلوار اور باز کے پر سے، اور اوس کی سیاہی زنگ آلود تلوار اور کوے کے پر سے مشابہ ہے، اور صیقل شدہ تلوار اور باز کے پر کی سفیدی، زنگ آلود تلوار اور کوے کے پر کی سیاہی سے بہر حال بہتر ہوتی ہے، اسلیئے بڑھاپے کو جوانی پر ترجیح حاصل ہے، لیکن بڑھاپا درحقیقت جن اسباب سے مبغوض ہوتا ہے، اور جن اسباب کی بنا پر جوانی محبوب خیال کی جاتی ہے اونکو ان دونون اشعار مین نظر انداز کر دیا گیا ہے، بڑھاپے مین آدمی سے صرف اس بنا پر نفرت نہین ہوتی کہ اوسکے بال سفید ہو گئے ہین، بلکہ اس بنا پر کہ اوسکے چہرے کا رنگ و روغن جاتا رہا ہے، اور جوانی مین انسان صرف اسلیے محبوب نہین ہوتا کہ اوسکے بال سیاہ ہین بلکہ اسلیے کہ اوس کے چہرے پر شباب کی رونق پائی جاتی ہے، لیکن ان دونون شاعرون کی قوت متخیلہ نے تہ کی بات چھوڑ دی، اور صرف سفیدی اور سیاہی کا مقابلہ کر کے ایک تشبیہ کے ذریعہ سے اپنے فرضی دعوے کو ثابت کر دیا،

ں وتصرف کا موقع انہی مضامین مین ملتاہے، اور انہی کے ذریعہ سے اونکی قوت
جولانیان دکھاتی ہے، مبالغہ، غلو، اور اغراق سب کا محل یہی مضامین ہوتے
و لوگ
ں اکذبہ بہترین شعر وہ ہے جو سب سے زیادہ جھوٹا ہو
ن وہ اپنے دعوے کے ثبوت مین اسی قسم کے اشعار کو پیش کرتے ہین، اکذب صریح
ے بھی شاعری کے موضوع سے خارج ہے۔[۱]
ر کا اصلی کمال انہی مضامین کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے، اور قرآن مجید چونکہ
قت ہے، اسلیے اوس مین اس قسم کے مضامین نہین پائے جاتے اور ہمارے
ے نزدیک خداوند تعالیٰ نے انہی مضامین کی بنا پر شاعری سے
ہر کی ہے اور شاعرانہ طرز ادا کے اختیار کرنے سے اجتناب
ہے، چنانچہ علامہ راغب اصفہانی اپنے مقدمہ تفسیر[۲] مین لکھتے ہین؛
ا جاے کہ قرآن مجید کی نظم عبارت مین وزن کا کیون لحاظ نہین کیا گیا جو شعر کر
علوم ہے کہ کلام موزون، کلام غیر موزون سے بلند رتبہ ہوتا ہے، کیونکہ ہر
ن کلام منظوم ہے، اور ہر منظوم موزون نہین ہے، تو اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید
لم شعر اور اوسکے وزن سے اسلیے احتراز کیا کہ شعر مین ایک ایسی خاصیت پائی جاتی
جو حکمت آلہیہ کے منافی ہے، کیونکہ قرآن مجید صداقت کا سرچشمہ ہے، اور شاعر کا
ے کمال یہ ہے کہ وہ باطل کو حق کی صورت مین نمایان کرے، اور مدح وذم
د سے تجاوز کر جاے، صداقت وحقانیت شاعر کا مقصود نہین ہوتا، اوسکے

ا فصل فی الاخذ والسرقہ [۲] تنزیہ القرآن عن المطاعن صفحہ ۳۰۴

کلام مین اگر سچائی پائی بھی جاتی ہے تو بالعرض پائی جاتی ہے، اسلیے یہ کہا جاتا ہے کہ
جس شخص مین قوت خیالی زیادہ ہوتی ہے، اوس مین شاعرانہ قوت زیادہ موجود ہوتی
ہے، اور جس شخص مین قوت عاقلہ زیادہ پائی جاتی ہے، وہ شعر کہنے کی بہت کم
قدرت رکھتا ہے"

ہمارے اہل ادب نے بھی قرآن مجید کو اس قسم کے مضامین کی آمیزش سے پاک رکھا ہے،
یہان تک کہ جن اسباب کی بنا پر قرآن مجید مین ان مضامین کا شبہہ بھی پیدا ہو سکتا ہے
اونکی نفی کی ہے، مثلاً قرآن مجید مین بکثرت استعارات موجود ہین، جنکی نسبت تخییلی ہونیکا
اشتباہ ہو سکتا ہے، لیکن علامہ عبد القاہر جرجانی نے اسرار البلاغۃ[۱] مین لکھا ہے کہ
"استعارہ تخییل مین داخل نہین ہے، کیونکہ استعارہ کرنے والے کا یہ مقصد نہین ہوتا کہ
وہ مستعار لہ مین لفظ مستعار کے حقیقی معنے کا اثبات کرکے، وہ صرف دونون مین
مشابہت ثابت کرنا چاہتا ہے، اور اس مین کوئی کیونکر شبہہ کر سکتا ہے، حالانکہ
قرآن مجید مین بکثرت استعارات موجود ہین، مثلاً خداوند تعالیٰ فرماتا ہے،
واشتعل الراس شیباً، سر بڑھاپے سے بھڑک اوٹھا،
لیکن یہ مقصد نہین ہے کہ سر درحقیقت بھڑک اوٹھا، بلکہ مقصد اوس مشابہت کا
ثابت کرنا ہے جو سر کی سفیدی اور آگ کی روشنی مین پائی جاتی ہے"
لیکن اس تقریر سے بھی اصل عقدہ حل نہین ہوتا، یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید مین تخییلی
مضامین نہین پائے جاتے، یہ بھی سچ ہے کہ اہل ادب کی ایک جماعت تخییلی شاعری کو
شاعرانہ قوت کا اصلی جولانگاہ قرار دیتی ہے، لیکن اصل حقیقت کے لحاظ سے جیسا کہ مل

[۱] اسرار البلاغۃ صفحہ ۲۲۲

…کا خیال ہے شاعری صرف محاکات کا نام ہے' اور قدیم شعرائے عرب کی شاعری کا
…ت بہی محاکات ہے، تخیلی مضامین اونکے یہان بہت کم پائے جاتے ہین،
…نے بے شبہہ تخیلی مضامین بہ کثرت پیدا کیے ہین، اور ابو تمام
…ی نے اس زمین کے ایک ایک ذرے کو آسمان بنا دیا ہے،
…شعرائے عرب کے یہان اس قسم کے گورکھ دھندے نہین پائے جاتے، جو لوگ
…ری کو ترجیح دیتے ہین، اونھون نے صرف متاخرین کے کلام کو پیش نظر رکھا ہے'
…ون نے قدیم شعرائے عرب کے کلام کا کافی مطالعہ کیا ہے، اون کے نزدیک
…صلی کائنات بھی محاکات ہے، چنانچہ ابن رشیق کتاب العمدہ مین لکھتے ہین،
…زیادہ تر حصہ اسی محاکات پر مشتمل ہے[1]،

…رچہ بظاہر شاعری کا میدان بہت کچھ وسیع کردیا ہے، تاہم اصل نتائج کے لحاظ
…محاکات دونون کے حدود کی وسعت تقریبًا یکسان ہے تخئیل کے ذریعہ سے ایک ہی
…تلف قالب مین ادا کیا جاسکتا ہے، اسلیے ایک نقطہ پھیل کر دائرہ بن جاتا ہے،
…عد محاکات کے ذریعہ سے بھی حاصل ہوسکتا ہے، ابن قدامہ نے نقد الشعر مین[2] لکھا ہے کہ

…ت کے معنے یہ ہین کہ کسی چیز کے تمام عوارض و اوصاف کا ذکر کیا جاے اور چونکہ
…ر اون چیزون کی محاکات کرتے ہین، جن مین بہت سے عوارض و اوصاف ہوتے
…سلیے وہی شاعر عمدہ محاکات کرسکتا ہے جو ان چیزون کے اکثر اوصاف کا
…رے پھر اونکو ایسے واضح الفاظ مین ظاہر کرے کہ وہ ہماری نگاہ کے سامنے آجاین'
…تاخرین کا خیال ہے کہ عمدہ محاکات وہ ہے جو کان کو آنکھ بنادے''

…جلد دوم باب الوصف ص ۲،

اور اس حیثیت سے شاعر کی قوت متخیلہ کو ایک وسیع میدان مل جاتا ہے، وہ ایک چیز کے
عوارض و اوصاف کی تحلیل کرتی ہے، اور . . . .
. . . . ان اجزا کے بکھیرنے مین کافی وسعت اور
توافق و تناسب سے کام لیتی ہے، بعض اجزا کو بکھیرتی ہے اور بعض اجزا کو جمع کرتی ہے،
غرض قوت متخیلہ کے عمل کے لیے فرضی مضامین کی ضرورت نہین، وہ حقیقی اور واقعی مضامین
مین بھی اپنا عمل کرسکتی ہے، شاعری کا ایک جزو استعارات اور تشبیہات ہین، اور وہ محاکات ہی
مین داخل ہین، لیکن کیا استعارات و تشبیہات کی بوقلمونیان، عالم تخئیل کی نیرنگیون سے
کچھ کم دلاویز ہین؟ علامہ عبد القاہر جرجانی قرآن و حدیث سے چند بدیع استعارات نقل کرکے لکھتے ہین

"اور جب ان استعارون کی یہ حالت ہے تو اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ سچائی کی پابندی
کے ساتھ بھی تمھارے لیے وسیع میدان اور کشادہ فضا موجود ہے اور جیسا کہ اغراق اور
تخئیل کے حامیون کا خیال ہے کلام مین تفنن، بوقلمونی اور شاعرانہ صناعی صرف اسی صورت
کے ساتھ مخصوص نہین ہے کہ دعوے کی باگ ڈھیلی کردیجاے، اور ایسا دعوی کیا جاے
جو صحیح نہو اور ایسی بات ثابت کی جاے جسکا عقل انکار کرے[1]''،

بہرحال شاعری کے لیے محاکات کا وسیع میدان موجود ہے. اور قرآن مجید مین اگرچہ تخئیلی شاعری
موجود نہین ہے، لیکن وہ تشبیہات، استعارات، تمثیلات، اور محاکات سے بھرا ہوا ہے، اہل عرب کے
نزدیک انھی چیزونکا نام شاعری تھا، اور اسی بنا پر وہ قرآن پاک کو شاعرانہ کلام سمجھتے تھے،
اور ادبی حیثیت سے اونکا یہ سمجھنا غلط نہ تھا، لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ قرآن مجید شعر و سخن
کی کتاب ہے، شعر و شاعری دو مختلف چیزین ہین، اور خود اہل عرب نے بھی قرآن مجید کی

[1] اسرار البلاغۃ باب الاخذ و السرقہ۔

دعویٰ نہین کیا کہ وہ بعینہ شعر ہے، اسلیے خداوند تعالیٰ کو اس دعویٰ کی تردید
رت بہی نہین پیش آئی چنانچہ علامہ راغب اصفہانی مقدمہ تفسیر[۱] مین لکھتے ہین؛
وما ہو بقول شاعر ای لیس   خدا کے اس قول کا کہ یہ شاعر کا قول نہین ہے یہ
ب ولم یعن ان ذلک لیس   مطلب ہے کہ وہ کاذب کا قول نہین، یہ مطلب
وزن الشعر اظہر من ان   نہین کہ وہ شعر نہین ہے کیونکہ وزن شعر کے متعلق اہل عرب
کو کوئی اشتباہ نہین ہوسکتا تھا،
صہ،

سرے موقع پر بے شبہہ یہ فرمایا ہے؛

الشعر وما ینبغی لہ   ہم نے اوسکو شعر کی تعلیم نہین دی اور نہ یہ اوسکے لیے سزاوار ہے

بہی شعر کی نفی نہین کی ہے، بلکہ صرف یہ کہا ہے کہ شعر پیغمبر کے لیے سزاوار نہین،
ر نہونے کے اون لوگون کو قرآن مجید مین تمام شاعرانہ خصوصیات نظر آتی تہین،
یر قناعت کرتے تو خداوند تعالیٰ اسکی تردید کرتا لیکن ان شاعرانہ خصوصیات کی بنا پر وہ غلطی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
تھے، اور قرآن پاک نے اسی خیال، اور اسی لقب کی تردید کی ہے،

ن تنزل الشیاطین، تنزل علی   کیا مین تمہین بتاؤن کہ شیطان کسپر اوترتے ہین؟ ہر تہمت لگانے والے
یلقون السمع واکثرہم کذبون   گنہگار پر جو اوپر کان لگائے رکھتے ہین اور انمین اکثر جھوٹے ہین شعرا کی
م الغاوون الم تر انہم فی کل   پیروی گمراہ لوگ کرتے ہین، کیا تو نہین دیکھتا کہ وہ ہر میدان مین
وانہم یقولون ما لا یفعلون،   سرگشتہ پہرتے ہین، اور وہ جو کچھ کہتے ہین اوسپر عمل نہین کرتے،
کی بنا پر کی ہے خود اس آیت مین اوسکی تصریح کردی ہے، اہل عرب کا خیال تھا کہ ہر شاعر کے
ن ہوتا ہے جو اوسپر شاعرانہ مضامین کا القا کرتا ہے، اور قرآن مجید بہی اسی قسم کے

[۱] ن عن المطاعن صفحہ ۴۳۱

مضامین کا مجموعہ ہے، عملاً عرب مین شعرا کی اخلاقی حالت نہایت ابتر ہوتی تہی، اونکے اتباع
عموماً اوباش اور شہدے لوگ ہوتے تھے، اونکا کوئی خاص مقصد نہین ہوتا تھا، وہ ہر چیز پر طبع
آزمائی کرتے تھے، اور یہی تفنن اونکا اصلی کمال تھا، وہ جو کچھ کہتے تھے اوسپر عمل نہین کرتے تھے،
لیکن ایک پیغمبر کی حالت بالکل اس سے مختلف ہوتی ہے، وہ ملہم من اللہ اور طاہر الاخلاق
ہوتا ہے، اوسکے متبعین نیک خو ہوتے ہین، اوسکی زندگی کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے، اوسکے قول و
فعل مین مطابقت ہوتی ہے، اسلیے اگر ایک پیغمبر کو شاعر تسلیم کرلیا جائے تو سرے سے اوسکی نبوت ہی
کا خاتمہ ہوجائے، یہی وجہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے شدت سے اسکا انکار کیا، البتہ قرآن مجید مین جو شاعرانہ
خصوصیات موجود ہین، اونکی بنا پر اہل عرب قرآن مجید کو بالکل بجا طور پر شاعرانہ کلام سمجھتے تھے،
اسلیے خداوند تعالیٰ نے اسکی تردید نہین کی، حضرت انیس کی یہ غلطی تہی کہ وہ شعر اور شاعری
دونونکو ایک چیز سمجھے اور جب اونکو نظر آیا کہ قرآن پاک اوزان شعر پر منطبق نہین ہوتا تو اونکی
زبان سے یہ الفاظ نکلے،

ولقد وضعت قولہ علی اقراء الشعر فما یلتئم   مینے اوسکے قول کو اوزان شعر پر رکھا تو اب کوئی یہ
علی لسان احد بعدی انہ شعر   نہ کہے کہ وہ شعر ہے،

لیکن خود اہل عرب بھی یہ نہین کہتے تھے کہ قرآن مجید بعینہ شعر ہے، اونکا صرف یہ دعویٰ تھا کہ قرآن مجید مین
شاعری پائی جاتی ہے، اور یہ دعویٰ بالکل صحیح تھا، البتہ اونکی یہ غلطی تہی کہ صرف شاعری کی بنا پر
ایک پیغمبر کو شاعر کہتے تھے، حالانکہ ال صاحب کے نزدیک
"یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص شاعر نہو مگر اوسکا کلام شاعری ہو"[۱]
اور قرآن مجید اسی قسم کے . . . کا کلام تھا۔

[۱] الندوہ جلد ۵ نمبر ۴،

نامۂ کیمبرج

از مسٹر معین الدین انصاری

مارچ کے معارف مین کیمبرج یونیورسٹی کی تاریخ اور موجودہ نظام ترکیبی ایک مضمون
ہو چکا ہے، امید ہے کہ اس قسم کے سہ ماہی سلسلۂ مضامین سے ناظرین معارف کو
کے مشہور ترین تعلیمی مرکز کے حالات حاضرہ سے تازہ و صحیح واقفیت حاصل ہوتی رہیگی (ایڈیٹر)

سال کا دوسرا ٹرم (لینٹ ٹرم) ۱۶ر جنوری سے آغاز ہوا، اور ۱۵ر مارچ کو ختم ہوگیا،
بہ نسبت پچھلے ٹرم کے تعلیمی اور ورزشی سرگرمیان نمایان طور پر زیادہ نہین، اسنئے
گی کے عادی ہو چلے تھے، اور اپنے اپنے شعبون مین زیادہ مصروف نظر آتے تھے،
مین آکسفرڈ اور کیمبرج کے لوگ ہر قسم کے ورزشی کھیلون مین باہم مقابلہ کرتے ہین،
کے لوگون کے ماسوا عوام مین بھی طرفداری کے سبب سے بڑے جوش کا اظہار
مرتبہ اکثر کھیلون مین کیمبرج ہارتا رہا، کشتی رانی مین دونون یونیورسٹیون کا مقابلہ
ہوتا ہے، اسلئے یہ سب سے بڑی عام دلچسپی کی شئے شمار ہوتی ہے، ۱۴ کے
پھر کیمبرج نے آکسفورڈ کو بہت بڑی شکست دی، جانبین کے طرفدارون مین
و خروش کے مناظر دیکھے گئے،

شت کے متعلق مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ اس ٹرم مین بجز چار یا پانچ طالبعلمون کے
ین ہو سکا، اور یہ طلبہ بھی وہ ہین جنکے لئے پیشتر سے جگہ محفوظ تھی، یا انکے غیر معمولی
ٹی کو شریک کرنے پر مجبور کر رہے تھے، یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سُنی جائیگی کہ

جو طلبہ گذشتہ اکتوبر مین نہ داخل ہو سکے تھے اور اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء مین داخل ہونیکی امید مین بیٹھے
ہوئے تھے، ان مین سے اکثر کو پوری طور پر آیندہ اکتوبر مین بھی داخلہ کی طرف سے مایوس کر دیا گیا
ان بد قسمتون کی فہرست مین بعض ہندوستانی طلبہ کا نام بھی ہے،

کیمبرج کے ہندوستانی طلبہ کو انڈین ایڈوائزری کمیٹی کے سکریٹری کی ہمدردی پر بجا طور پر
بہت کچھ اعتماد ہے، مگر ناممکنات کا حل کوئی نہین کر سکتا، قدرتی طور پر اس تنگی کے زمانہ مین ہندوستانی
طلبہ کے لئے شرائط بڑھائے جا رہے ہین، اور افضلیت انکو دیجاتی ہے جو ہندوستان سے
بڑی بڑی سندین لائے ہین، بار بار اس امر کا اعلان کیا جا چکا ہے کہ جو طلبہ ہندوستان
چھوڑنے سے قبل اپنے داخلہ کی کوشش نہین کرتے اور دفعتاً وارد ہو جاتے ہین، انکے لئے
موجودہ حالات مین کوئی توقع نہین کیجا سکتی، لیکن تقریباً ہر ماہ مین طلبہ بغیر ان اعلانات کی
پروا کئے وارد ہوتے چلے جاتے ہین جسکا تلخ نتیجہ افسوس ہے کہ انکو بھگتنا ہوگا، سکریٹری ایڈوائزری
کمیٹی نے حال مین اعلان کیا ہے کہ اکتوبر سنہ ۲۰ء مین داخلہ کے لئے اب کسی عرضی پر غور بھی نہین
ہو سکتا، اور سنہ ۱۹۲۱ء کے لئے داخل ہونے والون کی فہرست بھی تقریباً پُر ہو گئی ہے، کیونکہ اب سے
تین سال تک (بوجوہ جنگ) ایسے طلبہ کی تعداد بہت ہی کم ہوگی جو فارغ التحصیل ہو کر نئے
آنیوالون کے لئے جگہ خالی کرین، آکسفرڈ سے بھی اسی قسم کی مایوس کن خبرین موصول ہوئی ہین
اور جو طلبہ یہان محروم ہو چکے ہین اُن کے لئے صرف دو راہین رہ گئی ہین یا تو کسی چھوٹی یونیورسٹی
مین نام لکھائین یا وطن واپس ہون،

پریویس کے امتحانات حسب معمول جنوری اور مارچ مین منعقد ہوئے، مگر داخلہ کی مشکلات
کے باعث سے طلبہ کی تعداد پہلے ٹرم کے مقابلہ مین بہت کم تھی، اور عموماً ان طلبہ کو شامل رکھتی تھی
جو ابتدائے سال کے امتحان مین ناکامیاب رہے تھے، کہا جاتا ہے کہ اس ٹرم کے یہ امتحانات

سخت تھے، خصوصاً لاطینی زبان کے پرچے جنمین ہندوستانی طلبہ کی تعداد
ب طلبہ کی فہرست مین ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے، مقامی رسائل وجرائد اس
پر ظلم" سے تعبیر کرتے ہین اور خواہشمند ہین کہ آکسفورڈ کے "رحمدل" حکام کی طرح
ندائی امتحانات مین حال مین بہت کچھ آسانیان پیدا کر دی ہین) کیمبرج کے
ن مظالم سے باز آئین، چنانچہ اب یہ امید پیدا ہو رہی ہے کہ اس طرز عمل سے
جائیگا، لیکن بعض اہل کار اندیشہ کر رہے ہین کہ کہین اس سختی سے منشار امتحان
کرنا ہو،

نہ مین انگلستان کی اقتصادی خبرون پر غور کرنے سے طلبہ کے اخراجات کا بھی
لتا ہے، روز افزون گرانی کا اثر گذشتہ سہ ماہی مین اسقدر ہوا ہے کہ
لم اپنے کو عجیب مشکلات مین پاتا ہے، بعض کالجون نے فیس مین بھی تقریباً ۲۵
ہ کر دیا ہے اور دوسرے شعبہ جات زندگی مین جو مصارف بڑھے ہے اور بڑھ
ت ہی حیرتناک ہین، پونڈ کی قیمت کا ہندوستان مین (۱۵) سے بھی کم رہجانا
ن بیشک ہندوستانیون کے لئے ایک حد تک خوش قسمتی کہا جا سکتا ہے لیکن
ں ارادہ کا اعلان کہ پونڈ ہمیشہ کے لئے قانوناً (۱۵) کا کر دیا جائے گا، از بس
اور موجودہ حالات کے دیکھتے ہوئے اس صورت مین تین سو روپیہ ماہوار
رسٹی کی زندگی بسر کرنا غیر ممکن پائین گے، گو یہ تجویز بعض لوگون کے نزدیک
لیکن قانون نے بہت سے محالات کو ممکن کر دیا ہے، اور اس امر کے پیش
ر سے بہت سے غریب ہندوستانی پریشان ہو رہے ہین، انڈین سول سروس
ن کے لئے جو عموماً آکسفورڈ یا کیمبرج سے جاتے ہین) یہ تجویز بہت خوش آیند

ہوگی جیسا کہ کیمبرج ریویو کی ایک تازہ اشاعت مین سر جیمس ولسن، کے، سی، ایس نے ایک
مضمون لکھکر حوالہ دیا ہے، لیکن ایسی کوشش جو دنیا بھر کے اقتصادی نظام کے خلاف ایک
جنگ سے کم نہین ہے، ان صدہا ہندوستانی طلبہ کے لئے ایک حسرتناک حادثہ ہے

حکومت نے یونیورسٹی کو جو مالی امداد دینا منظور کیا تھا اسکے متعلق ناظرین کو یقیناً معلوم
ہو چکا ہوگا کہ عملاً وہ رقم لیلی گئی، مگر وایس چانسلر نے بعد کو یہ تجویز سنیٹ مین پیش کی ہے کہ
یہ امداد بطور مستقل سالانہ وظیفہ کے نہ لی جائے، بلکہ وقتی امداد کی طرح منظور کر لیجائے، اور
آیندہ اخراجات کی کفالت کے لئے قوم سے اپیل کیجائے، ہنوز اس تحریک کے متعلق کوئی
معلومات شایع نہین ہوئے، مگر یونیورسٹی کے حکام کی وضعداری سے امید کیجا رہی ہے کہ
اس خوددارانہ تحریک کے کامیاب بنانے مین پوری سرگرمی دکہائین گے، یونیورسٹی کے بعض
قرضے ایسے ہین جنکی ادائی کے لئے طلبہ اپنی جیب سے چندہ جمع کر رہے ہین، ان نوجوانون نے
جس سرعت کے ساتھ یونیورسٹی کے لئے ایک وسیع قطعہ اراضی کے خریدنے مین چندہ جمع کیا
وہ انکی خودداری کی ایک نمایان دلیل ہے،

اس ٹرم مین گرٹن (زنانہ کالج) کو کسی گمنام شخص نے دس ہزار پونڈ کا عطیہ بھیجا ہے،
جس سے منشا صنف اناث کو سائنس اور ریاضی کی طرف ترغیب دلانا ہے، یونیورسٹی کی
طرف سے تین سو پونڈ سالانہ کے ایک وظیفہ کا اعلان ہوا ہے جو سیام گورنمنٹ اپنے
کسی قابل طالبعلم زرعیات کو دینا چاہتی ہے،

یونیورسٹی کے نصابی لکچرون کا پروگرام اس ٹرم مین بھی وہی رہا جو پچھلے ٹرم مین تھا،
البتہ اس مرتبہ ایسے لکچر تعداد مین زیادہ تھے جنمین طلبہ شوقیہ شرکت کرتے ہین، ڈاکٹر میکٹگرٹ
بدستور اپنے فلسفہ کے عظیم الشان لکچر دیتے رہے، اور پیشتر کے بہ نسبت سامعین اور بھی

تے تھے، مگر بالکل خلاف اُمید پروفیسر سورلے کے درس اخلاقیات مین شرکار
ہی، کیونکہ موصوف اس ٹرم مین بہت دقیق مسائل اور مصطلحات پر پہنچ چکے تھے،
ے نے اس مرتبہ فلوسافیکل سوسائٹی کی دعوت پر تین ہفتہ تک ہر جمعرات کو
(Cambridge Plat کے متعلق اپنے فراہم کردہ معلومات
صورت مین لکھکر سنائے، اور اس حیثیت سے کہا جاسکتا ہے کہ فلوسافیکل
رم مین بہت دلچسپی کی جگہ تھی، جس نے متعدد دور افتادہ مضامین کے طلبہ کے
کام کیا، لیکن کیمبرج کے متعدد رسائل مین سے ایک بھی ایسا نہ تھا جسکو اس
طرح کی دلکشی نظر آئی ہوتی، یا کم از کم کسی نے اس سرگرمی کی خبر درج کردی ہوتی
بہت اہم مضمون پروفیسر مسٹر جگدیش چندر بوس نے باٹنی اسکول مین ایک
ر کا جلسہ کرکے سُنایا مضمون مین نہایت مدلل بحث اُن انکشافات پر
ف کو ذاتی تحقیقات کی بنا پر "نباتات اور قوت نامیہ" کے متعلق معلوم ہوئے
سائنس دانون نے اس مجسمہ فضل وکمال کا خیر مقدم جس گرمجوشی سے کیا ہے
وستانی کا اس سے پیشتر کیا گیا ہو،
سلہ کے زیر صدارت ہفتہ بھر کے لئے ایک اور لکچرون کا سلسلہ جاری
ختلف عنوانات (مثلاً کیمبرج جدید وقدیم، آواز کیونکر منتقل ہوتی ہے،
، برطانیہ والے کون ہین، وغیرہ وغیرہ) پر مختلف ماہرین کے لکچر ہوتے رہے
ت سے بھی کامیاب نہین کہے جاسکے، اسی طرح کیمبرج یونیورسٹی مشن کے
واعظ کا سلسلہ تھا، جسمین بجز ان چند لوگون کے جو اپنے کو عیسائی کہنا
سب شریک ہوتے تھے، علمی نقطۂ نظر سے ان دینی صحبتون مین کوئی دلچسپی نہ تھی،

اکتوبر ٹرم مین لارڈ رابرٹ سسیل کی تشریف آوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس ٹرم مین
باقاعدہ لیگ آف نیشنس یونین کے نام سے ایک انجمن قائم ہوگئی ہے جسمین لیگ کے موافقین
اور مخالفین دونون شرکت کررہے ہین، تاکہ اگر ایک فرقہ لیگ کی حمایت کرے تو مخالفین
خود انہین لوگون مین شامل ہوکر اسکی مخالفت کرین، ان حالات کے ساتھ ایسی انجمن کا
رونما ہونا ایک عجیب وغریب واقعہ خیال کیا جاتا ہے، اس ٹرم کے اہم حالات مین مسٹر
چرچل اور مسٹر ایسکویتھ کا ورود بھی ہے، ہر دو اصحاب نے اپنے اپنے موقع پر قوت بیانیہ کے
جوہر دکھائے، مسٹر چرچل نے اپنے سیاسی خیالات دنیا کی موجودہ حالت پر ظاہر کئے اور
مشکلات کا حل اُنھون نے اپنے منصوبون کے پورے کئے جانے ہی پر منحصر بتایا، موصوف کا
موضوع بحث زیادہ تر روس کی اصلاح اور روسی ریاستون مین برطانوی دخل اندازی تھا
جسکے وہ حامی ہین، مسٹر ایسکویتھ کی تقریر کا خلاصہ مقامی رسالون نے ایک جملہ مین ادا کیا ہی،
یعنی "لبرل ازم چھوٹی جماعتون کے لئے نہین بلکہ بڑی جماعتون کے لئے ہے۔" کہا جاتا ہے کہ
ان الفاظ کا مفہوم خود موصوف نے بھی واضح نہین کیا، تاہم یونیورسٹی لبرل کلب کے
ارکان نے مسٹر ایسکویتھ کا خیر مقدم کیا، کیونکہ اسی زمانہ مین وہ اپنی رکنیت پارلیمنٹ کیلئے
کھڑے ہوئے تھے اور بالآخر کامیاب ہوئے،

کیمبرج یونین سوسائٹی کے دو مرتبہ کے مباحثے قابل ذکر ہین، اول وہ جو ۲۴ فروری کو
منعقد ہوا جسمین آکسفورڈ یونین کے ایک ممبر کی تحریک زیر بحث تھی کہ "اب وقت آگیا ہی کہ
انگلستان مین لیبر گورنمنٹ قائم ہوجائے" غلبۂ آرا سے یہ تحریک مسترد ہوگئی مگر مقررین
اور سامعین مین بہت جوش پھیلا ہوا تھا، اسی طرح جنوری مین ایک موقع پر بہت پرجوش
تقریرون کے بعد یونین نے اس تحریک کو پاس کیا تھا، "گورنمنٹ آئرلینڈ کے بارہ مین

کر رہی ہے وہ قابل آفرین ہین" خلاف معمول اس ٹرم کے جلسون مین ہندوستانی
نسبتہً کم ہوتی تھی جسکا بظاہر کوئی معقول سبب نظر نہین آتا،

مجلس" کے جلسے اس ٹرم مین بہت کامیاب رہے، مجلس کی طرف سے اس
سال سالانہ ضیافت ہوا کرتی ہے جسمین تقریباً تمام ہندی طلبہ اور متعدد مہمان
تے ہین، خاص مہمانون مین مسز رائے کلکتہ کی ایک رئیس اور تعلیمیافتہ بزرگ
سے مدعو ہوئی تھین، جنھون نے ڈنر مین اور مجلس کے جلسہ مین بھی نوجوانون کو
انہ پند و نصائح سے مشکور کیا، اور شرکا رانکی تقریر سے بہت متاثر ہوئے،
سہ کے سامنے ان مشکلات کا ذکر کیا جو بعض ہندوستانی نو وارد متعلمات کو
ن مین جائے قیام تلاش کرنے مین پیش آتی ہین، اور بعض متعصب لوگ جن
کو مبتلا کرتے ہین ان پر اظہار افسوس کیا، تحریک کا منشا، یہ تھا کہ ہندوستانی
کی لڑکیون کے ٹھرنے کے لئے لندن مین کوئی مستقل انتظام کرین، جلسہ مین بمبئی
ن نژاد خاتون مسز حمید بھی شریک تھین، مگر انھون نے کوئی تقریر نہین فرمائی،
برج یونیورسٹی کی بعض متعلمات موجود تھین، اور اس روز کے مباحثہ مین انھون نے
ہ لیا، مس ٹاٹا جو لندن سے آئی تھین انکی تقریرین بہت دلچسپ سمجھی گئین۔

وسی ایشن کے جلسون مین زیادہ تر وہ اسلامی سیاسی مباحث پیش رہے جو آجکل
لئے اہم سمجھے جاتے ہین، اسی زمانہ مین ہندوستان سے وفد خلافت کے آنیکی خبر
کے استقبال کے لئے بہت سے ارکان مسلم ایسوسی ایشن لندن گئے، آخری جلسون
ا ہے کہ ارکان وفد کے لئے ایک عظیم الشان ضیافت کا اہتمام کیا جائے اور مئی کے
فد کے اصحاب کے ماسوا کثیر تعداد مین وہ انگریز سر بر آوردہ اصحاب بھی مدعو

کئے جائین جو اسلامی مسائل سے کسی حیثیت سے بھی دلچسپی رکھتے ہین تاکہ باہم تبادلۂ خیالات کا
بہت اچھا موقع پیدا ہو، پیمانۂ اہتمام اور فراہم شدہ چندہ کی رقم کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہی کہ
مسلمانان کیمبرج صحیح معنون مین وفد کا علی خیر مقدم کرنا چاہتے ہین، وفد نے یہ دعوت قبول
کرلی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ وفد کے کارنامون مین اس ضیافت کا ذکر بہت اہمیت کے ساتھ کیا جائیگا۔

کیمبرج کا پچھلا مشاعرہ امید سے بھی زیادہ کامیاب رہا، آکسفورڈ، لندن اور اڈنبرا کے
بعض طلبہ بھی اسمین شریک ہونیکی غرض سے آئے تھے اور جو نہین آسکے انکی ہم طرح غزلین
اہل بزم کے سامنے پڑھی گئین، نیز غیر طرح کلام سے بھی حاضرین محظوظ کئے گئے، جلسہ کی ترتیب
و اہتمام مین حتی الوسع مشاعرہ کی روایات کا خاص لحاظ رکھا گیا تھا، دلچسپی لینے والون کی سرگرمی
اس خبر سے ظاہر ہوگی کہ اسی زمانہ مین انجمن "ادب اردو" کے نام سے ایک انجمن کا باقاعدہ افتتاح
عمل مین آیا جسکے قواعد و ضوابط مرتب کرنے کے لئے ایک مجلس انتظامیہ قائم کردیگئی، انجمن کے
مقاصد تین سے زیادہ نہین ہین، (۱) ہر ٹرم مین ایک مرتبہ بزم مشاعرہ منعقد کرنا (۲) ہندوستانی
طلبہ مین اردو کا مذاق پیدا کرانا اور باقی رکھنا (۳) اور ٹرم وار ایک خالص ادبی رسالہ شایع
کرنا (جسکا نام نوائے کیمبرج رکھا گیا ہی) کوشش ہو رہی ہی کہ یہ رسالہ اسی طریقہ پر چلایا جائے،
جس طرح کیمبرج کے بعض پرچے محض طلبہ کے "غیر ذمہ دار ہاتھون" مین رہ کر سالہا سال سے
جاری ہین، امید کیجاتی ہی کہ پہلا پرچہ جون مین شایع ہوگا، جسکے لئے ہندوستان سے متعدد اہل قلم
حضرات سے مضامین نظم و نثر حاصل کئے جارہے ہین، انجمن مین کیمبرج کے علاوہ باہر کے طلبہ بھی شریک
کئے گئے ہین، اور رسالہ کی اشاعت ہندوستان مین بھی ہوا کریگی، اس سال کے لئے انجمن کے سکریٹری پنجاب کے
ایک لائق ہندو گریجویٹ ہین جو یہان سے بھی ڈگری لے چکے ہین، موصوف کی سنجیدہ مزاجی اور استقلال پر طلبہ
اعتماد رکھتے ہین، اور بدین وجہ امید ہوسکتی ہی کہ ہندوستانیون کی یہ پہلی متحدہ ادبی جدید تحریک کامیاب ہوجائے۔

تلخیص وتبصرہ

چین کی تمدنی عظمت

ے سفیر متعینہ لندن نے چندروز ہوئے اپنی ایک تقریر مین بیان کیا تھا کہ اسوقت
۲ کی تعداد مین امریکہ مین ہین، اور ۱۹۰ کی تعداد مین برطانیہ مین، اسپر ٹائمز ایجوکیشنل
ہے کہ چینی طلبہ کی تعداد مین یہ تناسب انگلستان کے لئے باعث شرم ہے۔
یکہ ہم سے زیادہ چین کی اہمیت پر نظر رکھتا ہے، نہ صرف اس حیثیت سے کہ اس
، دولت خوب کھینچی جاسکتی ہے، یا یہ کہ وہان حقوق خوب حاصل کئے جاسکتے ہین،
لحاظ سے بھی کہ اہل چین انسانیت کے اولین معلمین سے ہین، تقریبا ساڑھے چھ
سے ان پرادبار ہے، لیکن انکی طویل تاریخ کو دیکھتے ہوے یہ مدت بہت ہی مختصر ہے
ن کوئی شک نہین کہ اس قوم کو اپنے قدیم شعایر پر قائم رہنے اور حوادث دہر کے
ی سیرت برقرار رکھنے پر جو قدرت حاصل ہے، اتنی کسی دوسری قوم کو نہین،
ر کہنا چاہیئے کہ ولادت مسیح سے لیکر تیرہوین صدی تک اس قوم کا تمدن دنیا
رین رہا ہے، قدیم لیکن غیر فرسودہ، اور مغربی تمدنون سے کہین زیادہ پائدار،
تمدن کے اصلی خصوصیات ابتک قائم ہین"
لت مین
رب کا فرض ہے کہ تعلیم اور ہر دوسرے طریقہ سے اہل چین کو دوبارہ حصول عروج
دے۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اگر ہم پر خود غلط نہین تو انہین سکھانے کے علاوہ ہم

اُن سے سیکھ بھی بہت کچھ سکتے ہین، اسمین شبہہ نہین کہ ان مین بہت سی چیزون مین انحطاط ہوا ہے، خصوصا صنائع عالیہ مین، تاہم اُن کا انحطاط ہمارے انحطاط سے زاید نہین"

اسکے آگے ٹائمز لکھتا ہے کہ خوش مذاقی مین وہ مغرب سے بہت آگے ہین، اور لطافت و نفاست معاشرت مین مغرب ان سے برسون سبق لے سکتا ہے، چنانچہ جو لباس چینی خواتین پہنتی ہین، وہ یورپ کی اعلی ترین خواتین کو خواب مین بھی نصیب نہین، بجز اسکے کہ اس قسم کے کپڑے چین ہی سے منگائے جائین، اور رنگ سے متعلق جو قوت امتیازی چین کی دہقانی مستورات کو ہوتی ہے، اسکی عشر عشیر بھی پیرس کے ماہرین رنگ کو نصیب نہین، حصول مسرت، مغربی تمدن کا نصب العین ہے، لیکن متعدد ذرائع حصول مسرت مین چین کا قدم ہمسے آگے ہے، اور اگر یہ صحیح ہے تو تسلیم کرنا چاہیئے کہ تہذیب و شائستگی مین ہم چین سے فروتر ہین،

"بہتر ہوتا اگر ہم ان ۱۹۰ چینی طلبہ سے ذرا اپنے تمدن کے متعلق صاف اور بے لاگ راے دریافت کرتے، وہ یقینا ہماری حالت کو پوری طرح سمجھ رہے ہین، البتہ وہ اتنے غیر مہذب نہین کہ خواہ مخواہ اس راے کا اظہار بھی کرنے لگین، تاوقتیکہ ہم ان سے خاص اصرار کے ساتھ دریافت نہ کرین۔

اسمین شبہہ نہین کہ ان کے ہان سیلاب اور وبائین آتی رہتی ہین، اور قزاقیان اور بغاوتین ہوتی رہتی ہین، لیکن خود ہمارے ہان بھی تو جنگ عظیم ہو چکی ہے، ان پر مصائب جو کچھ آتے ہین، غفلت، ناواقفیت و جہالت کے باعث آتے ہین، لیکن ہمارے ہان کے مصائب خود ہمارے پیدا کردہ ہوتے ہین ان کے ہان بیشک ایسی دشواریان ہین، جنکے حل کرنے سے وہ عاجز ہین، لیکن ہم تو اپنی خود بینی سے خود یہ مشکلات پیدا

نے ہین، ہمارا دعوی ہے کہ ہم نے فطرت کو مسخر کرلیا ہے، لیکن جتنا ضبط نفس ان مین ہے
سے ہم ابھی بمراحل دور ہین"
مین خودداری اتنی ہے کہ وہ انقلابات زمانہ کا اتبک برابر کامیابی کے ساتھ
ہے ہین، انکی حکومتین پامال ہوچکین، لیکن انکا نظام معاشرت بدستور قائم ہے،
سلطنت کی طرح نہین کہ حکومت کے جانے کے ساتھ ہی قومیت بھی مٹ گئی، چینی
بنیاد اس سے کہین زیادہ مستحکم و پائدار ہے،
مین ٹائمز کہتا ہے کہ ضرورت اسکی ہے کہ ۱۹۰ اسے بدرجہا زاید چینی طلبہ انگلستان
اور بکثرت اہل انگلستان چین مین سیکھنے کی غرض سے مقیم ہون،

یورپ اور ریویونگاری

ب مین ریویونگاری ایک مستقل پیشہ ہے، صدہا کاملین ادب و ارباب قلم کا مستقل
بھی مشغلہ ریویونگاری ہے، جنگ کے ہمہ گیر اثرات سے جس طرح ہر شعبۂ حیات
صیغہ بھی ہوا، انگلستان کے مشہور ادبی پرچہ اتھینیم نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے
ت کو ہم اپنی زبان مین لکھتے ہین،

ہے کہ ۱۹۱۳ء مین جس ریویونگار کو پانچ پونڈ فی ہفتہ کی آمدنی ہوجاتی تھی وہ خوش قسمت
ل کیا جاتا تہا، لیکن ۱۹۲۰ء مین اس آمدنی پر فراغت کے ساتھ تو گیا معمولی طور پر
شوار ہے، غریب ریویونگار اسپر بھی قناعت کرنے کو آمادہ ہے، لیکن اقل مرتبہ
ہے کہ اتنی اجرت تو اسے بہرحال ملتی رہنا چاہیئے، لیکن یہ بھی ممکن نہین اسلئے کہ
ذر ہے، تاہم کوئی ایڈیٹر اب ریویو کے لئے سابق کی برابر گنجائش نہین نکال سکتا

اور اسمین ایڈیٹر کا قصور نہین، اس بیچارہ کے پاس اتنی جگہ ہے کہان جو ریویو کے لئے اتنی گنجائش نکال سکے؟

۱۹۱۳ء مین روزانہ و ہفتہ وار اخبارات ریویوز کیلئے جتنی جگہ دیتے تھے، اب صرف اسکی نصف دیتے ہین، اسکے معنی یہ ہین کہ پانچ پونڈ پانیوالون کا معاوضہ اب کل ڈہائی پونڈ رہجاتا ہے! ایسی حالت مین آج جس ریویونگار کی آمدنی چار پونڈ فی ہفتہ ہے، اسی خوش قسمت سمجھنا چاہیئے، لیکن اسکے یہ معنی نہین کہ اسے محنت کم پڑتی ہے، کتابین اسے اتنی ہی پڑھنی پڑتی ہین، ان پر دیدہ ریزی ویسی ہی کرنا ہوتی ہے، ریویوز تعداد مین اتنے ہی ہوتے ہین، فرق صرف انکی ضخامت مین ہے، پہلے بہت مفصل و طویل ریویو نکلا کرتے تھے، اب ایڈیٹرون کی تاکید ہے کہ انہین حتی الامکان نہایت مختصر ہونا چاہیئے، لیکن جو شخص اس کام کا ذرا بھی تجربہ رکھتا ہے، وہ جان سکتا ہے کہ ریویو کی طوالت و اختصار سے ریویونگار کی محنت پر کچھ اثر نہین پڑتا، اگر کتابون کی تعداد کم ہوتی تو بیشک محنت مین تخفیف ہوسکتی تھی-

اس صورت حال کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ فن مٹ جائیگا، کوئی فن اسوقت تک زندہ نہین رہ سکتا، جب تک ارباب فن اسے ترقی نہ دیتے رہین، اور ظاہر ہے کہ فاقہ کشی ارباب فن کو زندہ نہین رکھہ سکتی،

موجودہ ریویونگارون کے لئے صرف دو راستے کہلے ہوئے ہین، یا ان کا معاوضہ مضاعف کردیا جائے، جیساکہ اور ہر پیشہ مین ہورہا ہے، اور یا وہ کوئی دوسرا پر منفعت علمی مشغلہ اختیار کرین، لیکن بحالات موجودہ یہ دونون صورتین ناقابل عمل ہین،

عام خیال یہ ہوگا کہ پہلی صورت بہت آسان ہے، اِسلئے کہ اخبار کا مالک علی العموم ایک باثروت شخص سمجھا جاتا ہے، اور اسمین شبہہ نہین کہ ایک خاص طرز کے مالکان اخبارات کے

بالکل صحیح ہے، لیکن علمی وتنقیدی جراید ورسایل کے نصیب مین ہمیشہ افلاس
رف بالعموم تمام اخبارات کے بڑھ گئے ہین، کاغذ کی قیمت چار چند ہوگئی ہے،
ت دو چند سے زاید، اور مشینری کی قیمت شش چند، لیکن اسکے مقابلہ مین
خبارات نے اپنی قیمت بھی دو چند کردی ہے، اور اشتہارات کی اجرت بقدر
کے بڑہادی، اور اس طرح مصارف مین اضافہ بمقابلۂ اضافہ مداخل کے
ہ گیا ہے،

ا صرف روزانہ وسیاسی اخبارات ہی کرسکتے ہین، ایک علمی پرچہ کے خریدار
ن، زیادہ سے زیادہ انکی تعداد پچاس ہزار ہو سکتی ہے[1]، لیکن اگر پرچہ کی
ے تو بھی تعداد لوٹ کر دس ہزار کے لگ بھگ پہنچ جائیگی، ان پرچون کیلئے
فانہ اجرتِ اشتہارات وکثرت اشاعت کے الفاظ بے معنی ہین،

ادبی وتنقیدی کالم رکہنا، جیساکہ ہر ایڈیٹر اپنے تجربہ سے کہہ سکتا ہے،
مین خواہ مخواہ ایک رکاوٹ پیدا کرنا ہے، "جدید" ایڈیٹر فوراً اس بیکار
بجائے گہوڑ دوڑ کے نتائج، طلاق کے مقدمات، اور مشہور کرتب بازون کے
کا جس سے مالک کی آمدنی اور ایڈیٹر کی تنخواہ دونون مین اضافہ ہوسکیگا،
ٹر اس جدید طرز کا نہین، گو آیندہ نسل اسی کے لئے تیار ہورہی ہے، ابھی
یٹر ایسا سودا فروخت کرنے نکلا ہے، جسکی بازار مین مطلق مانگ نہین، پھر
ضافۂ تنخواہ کا مطالبہ کرسکتا ہے؟

دوسری صورت تنقید نگار کے لئے یہی باقی رہجاتی ہے کہ وہ ناول نویسی کا

[1] ...ب کے رسالے اس عظیم الشان تعداد کو انتہائی قلت کی مثال مین پیش کرتے ہین، (معارف)

نفع بخش مشغلہ شروع کرے، لیکن اسے اپنی ناقدانہ زندگی مین ناولون کے جو تجربات ہوچکے ہین،
وہ یقیناً اسکا قلم اس موضوع پر نہ اٹھنے دینگے، لیکن تنقید نگاری کی موت خود علم وادب کی موت ہے
اسلئے کہ بغیر صحیح تنقید کے کوئی لٹریچر زندہ نہین رہ سکتا۔

اس مصیبت کا علاج صرف جماعت کے ہاتھ مین ہے، جب تک جماعت مین مذاقِ سلیم
نہ پیدا ہوگا، اور تنقید کی قدر شناسی نہوگی، اس فن کا رفتہ رفتہ مٹ جانا یقینی ہے، اور ہمارے
جس موجودہ تمدن پر اسقدر فخر وناز کیا جاتا ہے، اسکے متعلق تاریخ مین یہ ہمیشہ درج رہیگا کہ
اسمین جو لوگ خونِ جگر کہا کر لٹریچر کی آبیاری کرتے تھے، اُنکی قیمت اتنی بھی نہ تھی جتنی مطبخ کے
کپنہ زیرٹرون کی ہوتی تھی!

صحتِ دماغی اور تصوف

مسٹر اڈمنڈ ہومس، جنکے بعض خیالات وافکار سے ناظرین معارف روشناس ہوچکے ہین،
انھون نے ہبرٹ جرنل کے تازہ نمبر مین ایک مضمون "نفسیات صحتِ نفس" پر شایع کیا ہے،
اسمین وہ لکہتے ہین کہ مدت سے ایک جدید سائنس تشریح نفسی (Psycho-Analysis)
کا مین اسقدر شہرہ سن رہا تہا کہ بالآخر مین نے اُسکے مطالعہ کرنے کا قصد کرلیا، چنانچہ اس فن کی
ایک ابتدائی کتاب "نفسیات اختلال نفس" مصنفہ ڈاکٹر برنارڈ ہارٹ مین نے اٹھائی، اور
اسے ایک سے زاید بار دلچسپی کے ساتھ پڑہا،

اس جدید فن کے بانیون کا دعوی ہے کہ اسکے ذریعہ سے دیوانگی کا علاج بخوبی ہوسکتا ہے
لیکن جب اس حد تک کامیابی ہوچکی ہے تو کیون نہ ایک قدم آگے بڑہا کر اس فن سے انسداد
جنون مین مدد لیجائے، اور اسکی بنیادون پر صحتِ نفس، ثباتِ عقل وسلامتیٔ دماغ کے کلیات

...ین ؟

...فن کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ دماغ ایک مجموعہ کا نام ہے، جسکے ماتحت بیشمار اجزاء
...ے سے الگ، لیکن ایک دوسرے سے متحد رہ کر مشترک زندگی کو پورا کرتے رہتے ہین،
...ہین تناقض پیدا ہوجاتا ہے، یعنی ایک مرکز ذرات نفسی دوسرے مراکز ذرات نفسی
...ران سے برسرپیکار ہوجاتا ہے، اسی وقت سے نفس مین اختلال پیدا ہوجاتا ہے،
...بکھر جاتا ہے، توازن درہم برہم ہوجاتا ہے، اور اجتماع کے بجاے افتراق وانتشار
...ی ہونے لگتی ہے، یہی افتراق بڑھکر جنون و دیوانگی کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے،
...ی سلطنت مین جب مرکز اصلی کی اطاعت چھوٹے چھوٹے مراکز ترک کردیتے ہین اور
...ی کا اعلان کرنے لگتے ہین، اور اسی وقت سے سلطنت مین طوائف الملوکی و خانہ
...پیدا ہوجاتی ہے، اسی طرح دماغ کے تمام مراکز کو اصلی مرکز، نفس یا شخصیت کے
...یئے، اور جسوقت وہ تابع نہین رہتے اسیوقت سے اختلال دماغی شروع ہوجاتا ہے،
...د ایک شخص کو روپیہ جمع کرنے کا شوق ہے، اس شوق کا ایک مرکز اس کے
...ہوگا، اور وہ شخص اپنے شوق کو پورا کرنیکی کوشش کریگا، لیکن روپیہ فراہم کرنیکے
...ایک دوسرا مرکز دوسرون کے حقوق کی پاسداری و نگہداشت کا بھی ہوتا ہے،
...وفادار ہکر مرکز تحصیل زر کام کررہا ہے تو صحت دماغی درست ہے، لیکن فرض کرو کہ
...سنے دوسرے مراکز کو پامال کردینا چاہتا ہے، روپیہ جمع کرنیکی دُھن مین اس
...ں نہین کہ دوسرون کی عزت، دولت و جان کو کتنا نقصان پہنچیگا، اور وہ اپنی
...ل مین دوسرون کی عزت لے لیتا ہے، دوسرون کا سارا مال غصب کرلیتا ہے،
...ں کرڈالتا ہے، تو اس شوق کو خبط بلکہ جنون کہا جائیگا،

مسٹر ہومس کہتے ہین کہ تشریح نفسی کے یہ اصول بجاے خود بالکل صحیح ہین، لیکن تحقیقات کا قدم یہانتک پہنچکر رک کیون جاتا ہے؟ یہ صحیح ہے کہ مختلف مراکز دماغ، نفس یا ذات کے ماتحت ہین، اور اسکے خلاف اُنکی خودمختاری کا اعلان ہی جنون ہے، لیکن خود یہ نفس، کیا قائم بالذات و خودمختار ہے؟

فاضل مقالہ نگار کا جواب یہ ہے کہ جس طرح مختلف مراکز دماغ نفس ذاتی کے ماتحت و محکوم ہین، اسی طرح یہ نفس ذاتی بھی مطلق العنان نہین، بلکہ اسکے علاوہ اور بھی برابر درجہ کے نفوس ہین، مثلاً نفس وطنی، نفس ملّی، نفس معاشری وغیرہ، اور نفس ذاتی ان سب کے مجموعہ یا نفس کل کے ماتحت ہے،

تشریح نفسی کے عام علماء اختلال نفس کا سبب مراکز دماغ کی بغاوت کو بیان کرکے رک جاتے ہین، لیکن محض دفع مرض، صحت کامل کے مرادف نہین، اور محض دیوانگی کا فقدان اس امر کے لئے کافی نہین کہ انسان دماغی صحت کے لحاظ سے اسیقدر بہتر حالت مین ہو جسمین اسکو ہونا چاہیئے، انسان کا فرض یہ ہے کہ کمال انسانیت تک پہنچے، اور اس مرتبہ سے کچھ بھی فروتر رہجانا اسکے لئے باعث شرم ہے، اور اُسی کو اصطلاح اخلاق و شریعت مین معصیت کہتے ہین، فرض کرو ایک بدمزاج و بداخلاق شخص ہے، وہ اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے اپنے اہل وعیال کو تکلیف دیتا ہے، اپنے ہمسایون سے خواہ مخواہ لڑتا ہے، اور کسی کے درد دُکھ مین شرکت نہین کرتا، ایسا شخص نہ قانونی حیثیت سے مجرم ہے، نہ کوئی اسے دیوانہ کہہ سکتا ہے، پھر بھی کیا اُسکی حالت قابلِ رشک ہے؟ کیا اسکی ذات مین کافی نقائص موجود نہین، یا ایک دولتمند بخیل ہے، اسکے پاس لاکھون روپیہ نقد ہے، اور لاکھون کی جائداد ہے لیکن وہ اسمین سے ایک پیسہ بھی کسی مفید کام مین خرچ نہین کرتا، صدہا محتاج اُس کے

تے ہین، اور دھکے دیکے نکلوا دیئے جاتے ہین، اُسکے غریب اعزہ اور ہمسایون کے
تے ہین، لیکن اُسے کوئی پروا نہین ہوتی، ایسے شخص پر بھی نہ مجرم کا اطلاق ہوسکتا ہے
ی اسے کامل انسان کون کہیگا؟

ن مین مراکز دماغ مین باہم کوئی تناقض وتنازع نہین بلکہ تمام مراکز کی فعلیت
حیات ذاتی مین معین ہو رہی ہے، یہان جو کچھ نزاع ہے، وہ نفس ذاتی اور
درمیان ہے، انسان کی خودغرضی اس طرز زندگی مین کوئی عیب نہین دیکھتی،
بالاتر قانون ہے جو اس طرز زندگی کو سخت ناقص پاتا ہے، اور اسکا فتویٰ
ی تکمیل اسی صورت مین ہوسکتی ہے، جب نفس ذاتی اپنے سے وسیع تر نفس کے
جس طرح اختلال نفس، دماغ کے عدم توازن سے پیدا ہوتا ہے، اُسی طرح
ی توازن نفس سے ہوتی ہے،

مقصد کے حصول کی عملی تدبیر کیا ہے؟ بادشاہ اگر قوی ہے تو صوبہ دارون
کام رہیگی، یہی حال سلطنت نفس کا ہے، انسان کا "نفس کل" اگر قوی ہے
س یقیناً مغلوب رہین گے، پس اگر نفس کل کا غلبہ واقتدار برقرار رکھنا منظور ہے
ے پرقوت بنایا جائے، اور اُسے پرقوت رکھنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ
نس ذاتی اپنی شخصیت انفرادی، اپنی خودی کو مٹایا جاے اور اسے یہانتک مٹایا جائے کہ
ن نہ باقی رہجائے بلکہ یہ اپنی تئین اُسی نفس کل مین ضم وجذب کردے، ہستی کی تمام کشمکش
ستی مین تعینات وتشخصات ہین، لیکن جب وہ اپنی تئین ہستی کل مین غائب کردے،
ا اپنے تئین وجود مطلق وغیر متناہی مین فنا کردے تو ہر طرح کا سکون حاصل ہوجاتا ہے
ت کی تکمیل ہے ع عشرت قطرہ ہے دریا مین فنا ہو جانا۔
ن نفس کا اصلی زینہ نفس کشی ہے،

اخبار علمیہ

نائٹروجن کا عنصر بسیط ہونا ڈیڑھ صدی سے مسلّم چلا آتا ہے، لیکن حال مین بعض محققین طبعیات نے اپنا خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ بسیط نہین بلکہ ہائڈروجن اور ہیلیم سے مرکب ہے، علمائے فن ابھی کسی قطعی نتیجہ تک نہین پہنچ سکے ہین،

ڈاکٹر آگسٹس والر اسوقت انگلستان مین فن طبعیات کے ایک نامور عالم ہین، حال مین اُنھون نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے، جسکے متعلق اُن کا دعوی ہے کہ اسکے لگا دینے سے کسی شخص کا جھوٹ نہین چھپ سکتا، فرض کرو کہ ایک ملزم عدالت کے سامنے اظہار دے رہا ہے، اور یہ غلط بیانی کر رہا ہے کہ وہ موقع واردات پر کبھی گیا ہی نہین ہے، اسوقت عدالت کو چاہیئے کہ اسکے سامنے چند نامانوس مقامات کی تصویرین پیش کرے، جنمین سے ایک اس موقع واردات کی تصویر بھی ہو، اور وہ برقی آلہ ملزم کے ہاتھ مین لگا دیا جاے، اس تصویر کو دیکھکر ملزم کے نظام عصبی پر جو اثر پڑیگا وہ ان اثرات سے بالکل مختلف ہوگا جو دوسری تصاویر سے ہوگا، اور اس اختلاف اثر کے نقوش فی الفور اس آئینۂ صفت آلہ مین منعکس ہوآئین گے، جنکا روکنا کسی طرح امکان انسانی مین نہین، اور اس طرح فوراً جھوٹ کھل جائیگا، گویا اس آلہ کے رواج پاجانے کے بعد عدالتون مین دروغ بیانی کا سدباب ہوجائیگا،

ڈاکٹر رابرٹ بل نے جو گلاسکو کے ایک مشہور طبیب ہین، اور مرض سرطان کے علاج مین

...رت رکھتے ہین، اعلان کیا ہے کہ انسان اگر شروع سے صرف نباتات خور رہے اور
...غیر مطبوخ تو ایک سو ساٹھ سال تک کی عمر حاصل کر سکتا ہے، ڈاکٹر موصوف کہتے ہین کہ
...کا طریقہ طول حیات انسانی کا سب سے بڑا دشمن ہے، غذا مین جس حد تک پختگی
...رت ہوتی ہے، وہ حرارت آفتاب سے کھیتون اور باغون مین از خود ہو جاتی ہے
...گ مین پکانا غذا کی اصلی قوت کو سوخت کر دیتا ہے،

...سر میکسول لی فراے نے رایل انسٹیٹیوشن کے سامنے ایک تازہ لکچر مین بیان کیا ہے
...مین خانگی حشرات الارض اور کیڑے مکوڑون مثلاً مکھی، مچھر، کھٹمل وغیرہ کو خاص
...ہو گی کہ انکے ذریعہ سے دشمن کی فوج و ملک مین جراثیم امراض پھیلا دینا بہت آسان ہے
...ف نے اظہار تعجب کیا کہ گذشتہ جنگ مین جرمنی کا ذہن اس تدبیر کی طرف
...ن ہوا، یہ حربہ ایسا ہے جسکا کوئی توڑ نہین،

...مباحثہ و مناظرہ کا انعقاد ہندوستان کے ساتھ مخصوص نہین، کبھی کبھی اسکی نظیرین
...ل جاتی ہین، چنانچہ حال مین ایک معرکۃ الآرا مناظرہ کوئنس ہال (لندن) مین
...ے موضوع پر منعقد ہوا، اسپریچولزم کی موافقت و حمایت مین بولنے والے سر
...یل نے جو ادبی حلقہ مین بحیثیت ایک ممتاز افسانہ نویس کے خاص شہرت
...ر جماعت منکرین کے سرگردہ مسٹر جوزف میکیب تھے جو مشہور ملحد ہین، ایک
...ر مارشل ہل صدر جلسہ تھے مقررین کو پہلی تقریر کے لئے چالیس چالیس، اور جوابی تقریر
...پندرہ منٹ کا وقت دیا گیا تہا، مناظرہ پورے جوش و سرگرمی کے ساتھ ہوا،

لیکن کوئی فریق دوسرے کو مطمئن نہ کر سکا بلکہ ہر فریق اپنی اپنی جماعت کے اخبارات مین بھی شایع کر رہا ہے کہ دلایل کی قوت اسکی جانب تھی،

ٹائمز کا طبی نامہ نگار لکھتا ہے کہ آجکل یورپ کے طبی حلقون مین غیر ارادی نظام عصبی کے وظایف اور معمولی نظام عصبی سے اُسکے تعلقات پر سرگرمی سے بحث ہو رہی ہے اس غیر ارادی یا اضطراری نظام عصبی سے مراد اُن اعصاب و مراکز اعصاب کا مجموعہ ہے جو ارادہ کے تصرف و اختیار کے بغیر اضطراراً اپنی فعلیت مین مشغول رہتے ہین تازہ تحقیقات سے اس نظام عصبی کے افعال بہت زاید اہم ثابت ہو رہے ہین، خصوصاً قلب، جگر و معدہ اور اُن کے حوالی مین، مقالہ نگار کو توقع ہے کہ تحقیقات کے مکمل ہونے پر مسایل طب و اصول علاج مین بہت کچھ تغیر کرنا ہوگا،

جذبات و احساسات ابتک وزن و پیمائش کی چیز نہ تھے، لیکن ڈاکٹر والر جنکا ذکر چند سطر مین اُوپر آچکا ہے، انھون نے ایسے آلات ایجاد کئے ہین جنمین برقی قوت کی مدد سے رنج و غم، راحت و مسرت، غیظ و غضب، حیرت و تعجب، ہر قسم کے احساسات و واردات قلب کے نقوش مع فرق مدارج رجسٹر مین درج ہو سکین گے، اور اس طرح ذہنیات و تجربیات کی مساحت کا ایک جدید فن مدوّن ہو سکیگا،

کچھ روز سے جرمنی کے ان علاقون مین جہان انگریزی فوجین ابتک موجود ہین انگلستان سے ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کیا گیا ہے، اور صد ہا میل کی اس مسافت کو ٹیلیفون کے پیامات برابر

ین، اس ضمن مین اسکا بھی تجربہ ہوا کہ فی منٹ (ستو) الفاظ بآسانی منتقل کئے
در توقع ہے کہ عنقریب ڈیڑہ سو الفاظ تک کی فی منٹ آمد و رفت ہو سکے۔

ہ بکثرت مشاہدہ مین آچکا ہے کہ جو ڈاکٹر اکسریز کے چارج مین رہتے ہین
ر خود ہی اسکے مضر اثرات کا شکار ہونا پڑتا ہے، چنانچہ حال مین ایک فرنچ
ن کو سرطان مین مبتلا ہو کر اپنا پورا بایان ہاتھ قطع کرنا پڑا ہے، ڈاکٹر موصوف
زاید سے رونٹجن شعاعون کے ذریعہ سے علاج کرتے ہین، لیکن اس طریق
نے کے کچھ ہی روز کے بعد سے انہین اس خاص قسم کے سرطان کے علامات
جو اکسریز کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے، یعنی . . . .
RADIOGRAPHIC CA چنانچہ سنہ ۱۹۰۰ مین انہین اپنے اوپر عمل جراحی
سے لیکر اتبک پورے دس بار انہین اپریشن کی ضرورت پڑ چکی ہے،
ت انھون نے پھر اسی مشغلہ کو اختیار کیا ہے، اکی مرتبہ کا اپریشن بہت ہی
ڈاکٹر موصوف کو نہ صرف شانہ سے اپنا پورا بایان ہاتھ قطع کرنا پڑا ہے
ی بھی، ڈاکٹر موصوف کی سالانہ تنخواہ کل ایک سو ساٹھ پونڈ ہے جو
لہ مین موجودہ شرح زر کے لحاظ سے سو روپیہ ماہوار سے کچھ اوپر ہوتی ہے
ت اپنی حکومت سے مطالبہ کر رہے ہین کہ اسقدر قلیل مشاہرہ پر کیون
ون کے لئے اپنی جان کو خطرہ مین ڈالنے پر مجبور کیا جا رہا ہے (فرانس مین
عات بکثرت واقع ہوتے رہتے ہین، اخبارات کی تجویز ہے کہ ان شہیدان
ے حادثہ کے بعد معقول وظیفہ مقرر ہو جانا چاہیئے تاکہ انہین پھر ملازمت کی

ضرورت باقی نہ رہے، اور خدمت خلق کے لئے اپنی جان خطرہ مین ڈالنے کا کچھ تو معاوضہ
ان کو مل جائے،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، جسکا گیارہوان ایڈیشن سنہ ۱۹۱۱ مین کیمبرج یونیورسٹی پریس
کی جانب سے شایع ہوا تھا، حال مین اسکے چیف ایڈیٹر مسٹر جیز ہوم نے ایک اخبار کے
نمایندہ سے بیان کیا کہ جنگ نے دنیا کی کایا پلٹ کر دی ہے، اس بنا پر انسائیکلوپیڈیا کا
جدید ایڈیشن جلد شایع کرنا ناگزیر ہو گیا ہے، عنقریب اسپر نظر ثانی شروع ہو گی، اور کام
شروع ہونے پر دو برس کے عرصہ مین اُمید ہے کہ طبع جدید شائقین کے ہاتھون تک پہنچ
جائے، آیندہ ایڈیشن مین جو جدید معلومات درج ہونگے انکا دو ثلث حصہ جنگ و متعلقات
جنگ کی نذر ہو گا، باقی ایک ثلث مین عام اضافہ معلومات ہو گا -

نیویارک میڈیکل سوسائٹی (امریکہ) کے روبرو اسکے صدر نشین ڈاکٹر فیسک نے
لکچر دیتے ہوئے بیان کیا کہ سائنس کی مدد سے بعض مکھیون کی عمر انکے عام اوسط عمر کے
مقابلہ مین نہ صد چند (۹۰۰ گنی) بڑھائی جا چکی ہے، ایسی حالت مین یہ امید کرنا بیجا نہین کہ
انسان کی عمر بھی سائنٹفک تدابیر سے ۱۹۰۰ سال تک کی ہو سکے! لیکن آخر مین
ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی تسلیم کیا کہ جب تک سائنس اس حد تک ترقی کرے کرے اُسوقت
تک ممکن ہے کہ سطح ارض پر حیات کا نشان بھی نہ باقی رہجائے،

ایک سائنٹفک مضمون نگار لکھتا ہے کہ بعض اشخاص سے متعلق یہ بات متواتر

ہے کہ اُنکے پاس گھڑی کام نہین دیتی، بہتر سے بہتر نئی گھڑی لاکر انہین
ر انہین ابھی دو ہی ایک دن اسے جیب مین رکھے یا کلائی مین لگائے ہوئے
بند ہو جاتی ہے اور ہزار مرمت پر بھی درست نہین ہوتی، لیکن اگر وہی گھڑی
ص کو دیدیجاتی ہے تو معاً چلنے لگتی ہے، اسی طرح بعض اشخاص ایسے بھی
ین جنکے ہاتہہ مین پہنچکر ہیرے اور یاقوت ماند پڑجاتے ہین، بخلاف اسکے بعض
ین جنکے ہاتہہ مین پہنچکر اُن کی چمک دمک بدرجہا بڑہجاتی ہے، معلوم ایسا ہوتا ہے
م سے مقناطیسی ذرات، مثل ریڈیم کی شعاعون کے خارج ہوتے رہتے ہین،
ے، یاقوت وغیرہ ان سے متاثر ہوتے ہین، پھر چونکہ ہر شخص کا مزاج
ے سے مختلف ہوتا ہے، اِسلئے قدرتاً ان ذرات مقناطیسی کا اخراج
اور صورتون سے ہوتا ہے، اور اسی لئے اسکے اثرات مین بھی اختلاف پایاجاتا ہے،

ہی اخبارات مین یہ خبر شایع ہوئی ہے کہ کریم گنج (احاطۂ بنگال) مین
ہو سوامی سچدانند وارد ہوا ہے، جسکی عمر ساڑہے تین سو سال سے
مرہٹی نسل کا ہے مگر گفتگو ہندی مین کرتا ہے، جنگ پانی پت (۱۷۶۱ء)
قعہ بیان کرتا ہے، اور جنگ پلاسی (۱۷۵۷ء) کو "کل کی بات" بتاتا ہے
چھوت چھات کا پابند ہے، اور بجز گوشت اور مچھلی کے ہر شے کھالیتا ہے
ان ہمالیہ بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دربار نیپال اُسکو اپنا مرشد
سے بنائے ہوئے ہے، اسکے ساتھہ اسکا ایک چیلا بھی ہے جسکو وہ ابھی
، اور اسکی عمر ۸۲ سال کی ہے، یہ سادہو گیروے رنگ کے جوگیانہ

کپڑے پہنے ہوے ہے، اور اپنی ناقابل یقین درازعمری کا سبب محض یوگ کی پابندی
اور باطنی وظاہری پاکیزگی واحتیاط قرار دیتا ہے،

کرۂ ارض وکرۂ مریخ دونون ہروقت گردش مین مصروف رہتے ہین، اس دائمی گردش
مین کبھی کبھی وہ ایک دوسرے کے قریب ہوجاتے ہین، اور کبھی کبھی اُن کا درمیانی فاصلہ
بڑہجاتا ہے، قریب ہونے کی صورت مین درمیانی فاصلہ ساڑہے تین کرور میل رہجاتا ہے
اور پھر بڑہتے بڑہتے پندرہ یا سترہ سال کی مدت مین یہ فاصلہ چھہ کرور تیس لاکہہ میل تک
پہنچ جاتا ہے، ۲۱-اپریل گذشتہ کو یہ فاصلہ پانچ کرور چالیس لاکہہ میل رہ گیا تھا اور
چونکہ آیندہ کئی سال تک اسقدر قرب ممکن نہ تہا، اِسلئے سائنس دان طبقہ کو خیال پیدا
ہوا کہ اس تاریخ کو مریخ تک پیام رسانی کی کوشش کرنا چاہیئے،

ڈاکٹر ٹلینز، جو اس تجویز کے سب سے بڑے موید اور کامیابی کے سب سے زیادہ
متوقع تھے، انھون نے نیویارک (امریکہ) کے قریب ایک خاص رصدخانہ بڑے اہتمام سے
اس غرض کے لئے تیار کرایا اور اس تاریخ کو تمام شب انتہائی قوت کے لاسلکی پیامات
فضا مین روانہ کرتے رہے، برقی امواج کی سب سے بڑی قوت جو ابتک استعمال ہوئی تھی
وہ ۱۶ ہزار میٹر کی تھی، ڈاکٹر موصوف نے اس سے کام لیا، اور نتیجہ یہ ہوا کہ سطح ارض کا
کوئی قطعہ ایسا باقی نہین رہا جہان کی آوازین اُنکے رصدخانہ مین نہ پہنچی ہون، لندن، پیرس،
برلن وغیرہ بعید سے بعید مقامات کی خفیف ترین آوازین بھی غیر مسموع نہ ہین، لیکن مریخ
ابتک خاموش رہا،

...وف نے محیر العقول ہمت و عزم سے کام لیکر برقی قوت کے ذخیرہ کو اور
...نایا، یہانتک کہ انھون نے امواج لاسلکی کی قوت تین لاکھ میٹر تک پہنچادی
...ے بھی کبھی نہین دیکھی تھی، اس طلسم بندی نے زمین کے قلابے آسمان سے
...افت" ایک بے معنی لفظ رہ گیا، اور کائنات فضائی کی ہر ادنی سی ادنی
...صاحب رصد خانہ کے آئینۂ نظر پر پڑنے لگا، لیکن فضائے مریخ پر اب بھی
...یہانتک کہ سپیدۂ سحر نمودار ہوگیا، اور چہرۂ مریخ پر حجاب پر پڑگیا، ڈاکٹر
...اکامی کا صاف صاف اعتراف کیا ہے، لیکن اُنھون نے ہمت نہین ہاری ہے
...یقات جاری رکھنے کا وعدہ کیا ہے،

...ے اہل تنجیم کی توجہ کا مرکز رہا ہے، جو تنش و نجوم کے علما اسکے عجیب عجیب
...تے آئے ہین، لیکن مغرب کے علما فلکیات کے بیان کے مطابق وہ بھی
...لے ایک سیارہ ہے جو اپنے محور پر ۲۴ گھنٹہ، ۳۷ منٹ ۲۳ سکنڈ مین گردش
...سکے ہان کا دن ہمارے ہان کے دن سے کچھ ہی بڑا ہوتا ہے) اور گردش
...ن کرتا ہے، ۱۹۱۸ء مین وہ زمین کے مقابل ۱۵ مارچ کو آیا تھا، اور اسکی
...س تقاطع کی اوسط مدت ۷۸۰ دن بیان کیجاتی ہے، آجکل وہ کرۂ ارض کے
...ے، اسلئے بمقابلہ شمالی ممالک کے جنوبی ممالک مین اسکے مشاہدات زیادہ
...ساتھ ہوسکتے ہین،

باب التقریظ والانتقاد

تاریخ اخلاق یورپ

از

مولوی عبد الماجد بی، اے، ایم، آر، اے، ایس،

"انجمن ترقی اُردو" کے ترجمے بہترین تصانیف سے بہتر ہوتے ہین، ایک بڑی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ جو کتاب ترجمہ کے لئے انتخاب کیجاتی ہے، اپنے موضوع پر مستند اور بہترین کتابون مین شمار ہوتی ہے، لیکی کی مشہور تصنیف "ہسٹری آف یوروپین مارلس" جسکا اردو نام درج عنوان ہے انجمن کے اس سلسلۂ فیض کی سب سے آخری، یعنی تازہ ترین اشاعت ہے،

اس کتاب کے دو حصے ہین، حصۂ اول ۱۹۱۸ء مین شائع ہوچکا تھا، حصۂ دوم ۱۹۱۹ء مین نکلا، لیکن ریویو کے لئے ۱۹۲۰ء کی پوری سہ ماہی گذر جانے کے بعد موصول ہوا ہے، لکھائی چھپائی مین حصۂ اول سے ہر طرح بہتر ہے، ضخامت ۲۲۶ صفحے ہے، پہلے حصہ سے قریبًا پونے دو سو صفحے کم، مجلد کی قیمت تین روپیہ ہے، تجلید بھی حصۂ اول سے نفاست مین بڑھی ہوئی ہے،

فلسفۂ اخلاق کی بنیاد دو سوالون پر ہے، ایک یہ کہ اچھے برُے نیک و بد کی پہچان کیا ہے؟ دوسرے یہ کہ اچھائیون کے کرنے اور برائیون سے بچنے کا محرک کیا ہے؟ دوسرے سوال کا جواب کسی نہ کسی طرح پہلے ہی کے جواب مین آجاتا ہے، اور اخلاقیات کا اصلی مسئلہ معیار خیر و شر کی تعیین ہی ہے،

یار کی نسبت دو ہزار سال کے اندر فلسفہ کی دنیا مین جتنے نظریات قائم ہوئے ہین،
تلافات کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو اصولی طور پر صرف دو ہی مذہب نکلتے ہین:-
ے نزدیک ازلاً اور قدرتی طور پر خود انسان کے اندر ایک ایسا حاسہ موجود ہے
ر کر لیتا ہے، دل وضمیر آپ ہی بول اُٹھتا ہے کہ فلان چیز بُری ہے اور فلان بھلی،
برادر شہادت باطن معیار خیر وشر ہے،

مذہب کا نام **ضمیریت** ہے،

ہے کہ نہین جس طرح انسان تجربہ سے یہ جانتا ہے کہ زہر مہلک اور تریاق اسکا
بھی تجربہ ہی سے معلوم ہوا ہے کہ فلان قسم کے عادات وخصایل نوع انسان کی
لئے مضر اور فلان مفید ہین یعنی اخلاق کے خیر وشر کا معیار افادہ ہے، جو چیز
ے لئے جتنی ہی فائدہ رسان ہے اتنی ہی خیر ہے،

ر یہ نظریہ **افادیت** کے نام سے موسوم ہے،

پہلے تاریخ اخلاق یورپ کے باب اول مین انہی دو مذاہب پر تفصیل کے ساتھ
ت کی حمایت کی ہے، اور افادیت کی تردید "افادیت پر اعتراضات" کی ایک
ہے،

ے نامور فلسفی جان لاک نے اپنی کتاب "فہم انسانی" مین دعوی کیا ہے کہ
صولی واکتسابی ہے، وہ جو کچھ بھی جانتا ہے اسکی بنیاد براہِ راست یا بالواسطہ
سکا سب سے بڑا ثبوت اُس نے یہ قرار دیا ہے کہ معلومات انسانی کے اصولی
کلن ہین اُنکو ایک ایک کرکے بتا دیا کہ کس تجربہ واحساس سے ماخوذ ہین،
ی کے لئے یہ طریق اثبات صحیح ہے تو زیر تبصرہ کتاب آپ اپنی تردید ٹھہرتی ہے

اسلئے کہ بقول مصنف کے اسکی "موجودہ تصنیف کا مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ خارجی حالات اخلاق پر کہانتک موثر ہوتے رہے، ہر عہد مین کیا کیا اخلاقی سانچے قائم ہوئے ہین، عملاً انکی کہانتک مطابقت ہوتی رہی ہے، اور کن کن اسباب سے ان مین تغیر وترمیم ہوا کی ہے"،

جب خارجی حالات واسباب جزئیات اخلاق کو اس حد تک بدلدیتے ہین کہ ایک بات جو کسی ایک عہد، قوم، یا ملک مین محمود ہے، وہی دوسرے عہد، قوم، یا ملک مین قبیح سمجھی جانے لگتی ہے یہانتک کہ انہی اختلافات کی بنا پر "تاریخ اخلاق" لکھی جاسکتی ہے تو پھر بغیر افلاطون کا عالم مثال مانے یہ سمجھہ مین آنا مشکل ہے کہ افراد وجزئیات سے قطع نظر کرکے معیار اخلاق کی کوئی ایسی مجرد وکلی حقیقت موجود ہے جو حالات وتجربات کے اثر سے قطعاً آزاد ہے،

یہ اعتراض خود مصنف کو جا بجا کھٹکا ہے جسکا جواب بھی دیا ہے کہ جزئیات اخلاق کو چھوڑکر نفس خیر وشر کا امتیاز شہادت ضمیر اور بصیرت باطن ہی سے حاصل ہوتا ہے، اس دفع دخل کا جو کچھ وزن ہے ظاہر ہے،

اگرچہ کتاب مذکور کی یہ بحث علم النفس کی گہرائی اور فلسفیانہ ژرف نگاہی سے خالی ہے تاہم جو لوگ اخلاقیات کے اس اہم مسئلہ سے بالکل ناآشنا ہین، اور خالص وخشک علمی حیثیت سے اسکا مطالعہ نہین کرنا چاہتے، انکو اس باب مین بھی عام واقفیت کا کافی ودلچسپ ذخیرہ ملیگا، نہایت آسان اور قریب الفہم طریقہ سے دونون مذاہب کی تشریح کیگئی ہے۔

کتاب کے اصل موضوع یعنی "تاریخ اخلاق" کا آغاز باب دوم سے ہوتا ہی جہان سے مصنف نے بتانا شروع کیا ہے کہ مختلف حالات واسباب کا اثر عملاً اخلاق وعادات پر کیا پڑا، اسکے لئے دو دور قائم کئے ہین، ایک "قبول مسیحیت" سے قبل کا، اور ایک اسکے بعد کا،

دوم پر ختم ہوجاتا ہے، باقی دو باب دوسرے دو رسے متعلق ہین، اور آخری باب
"پر گفتگو ہے،

ف نے نام کے لئے دامن بحث کو اٹھارہوین صدی تک دراز کیا ہے، ادر
پ" کے نام سے خیال ہوتا ہے کہ یورپ بھر کی تاریخ اخلاق اسمین آگئی ہوگی،
د پورا حق صرف یونان و روما ہی کا ادا کیا گیا ہے، عام تاریخون مین بھی
م" سے ہی دو ملک مراد ہوتے ہین،
تی تاریخ کے تمام پہلوؤن کو دو جلدون کی وسعت مین خوب پہیل کر لکھا ہے،
ق ادا کردیا ہے، ایک مسلسل رشتہ بیان مین معلومات کا نہایت ہی دلچسپ
ع ہوگیا ہے،

ن کی بدعت سمجھا جاتا ہے، لیکن اصل مین یہ یونان قدیم کی ایجاد ہے، اور
ھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معمولی پردہ نہ تہا، بلکہ ہندوستان و اسمین بھی شرفاے
ی پردہ تہا، جو ہمارے گھرون کی تصویر کہینچ دیتا ہے۔
ن سخت پردہ کے اندر رہتی تہین، ان کے رہنے کے لئے مکان کا ایک
مخصوص ہوتا تہا، اور ان کے مشاغل یہ ہوتے تھے، چرخہ کاتنا، سینا پرونا،
نتظام... عام مجالس و ملاعب مین کبھی شریک نہین ہوتی تھین ... انکی
و ایک طرف انکی عصمت و ناموس کی سب سے بڑی محافظ رہی، لیکن
سکا یہ اثر بھی ہوا کہ ان کے قواے ذہنی کی تربیت نہو سکی، اور ہر وقت
دن مین گہر سے رہنے سے انکی نظرین لازمی طور پر تنگ و پست ہوگئین،
خوبی کا بڑا معیار یہ تہا کہ انکی بابت نیک یا بد کسی حیثیت سے بھی

سوسائٹی مین ذکر نہ آنے پائے" (صفحہ ۱۸۰ - باب ۵)

"..... اپنے شوہرون کی غیر معتدل بدچلنیون پر یہ عموماً صابر رہتی تہین گھر کے اندر جو آداب و اخلاق رائج تھے وہ بہت ہی شریفانہ تھے، بیویون پر کسی طرح کے مظالم کا پتہ نہ تہا شوہر زیادہ تر باہر رہا کرتے تھے جس سے بیویون کو رشک و رقابت کے مواقع بہت کم ملتے تھے وہ ان کے ساتھ دلی الفت و محبت رکھتی تہین، ..... لونڈی غلامون کو انکے کام پر مقرر کرنا، خانگی مصارف مین کفایت مد نظر رکہنا، اسباب خانہ داری، کپڑے، جوتے، ظروف وغیرہ کو قرینہ سے رکہنا یہ سب بیوی کے فرائض ہین"

اس ضمن مین بعض اور باتین بھی مسلمانون ہی کے گہر کا بہید کھولتی ہین،

"با عصمت یونانی بیوی کا مرتبہ نہایت پست تہا، اسکی زندگی مدت العمر غلامی مین بسر ہوتی تہی، لڑکپن مین اپنے والدین کی، جوانی مین شوہر، اور بیوگی مین فرزندون کی، وراثت مین اسکے مقابلہ مین اسکے مرد اعزہ کا حق ہمیشہ راجح سمجھا جاتا تہا، طلاق کا حق اسے قانوناً ضرور حاصل تہا، تاہم عملاً وہ اس سے بھی کوئی فائدہ نہین اٹھا سکتی تھی کہ عدالت مین اسکا اظہار یونانی ناموس حیا کے منافی تہا، البتہ وہ اپنے ساتھ جہیز ضرور لاتی تہی، اور اپنی لڑکیون کو بھی شادی کے وقت جہیز دینا اسکے فرائض مین داخل تہا۔"

یہ کتاب گو کہ یورپ مین بیٹھکر لکھی گئی ہے، اور اسکے دائرہ بحث مین صرف یورپ ہی کی "تاریخ اخلاق" داخل ہے، لیکن سیکڑون اختلافات کے باوجود بھی فطرت انسانی ہمیشہ اور ہر جگہ اپنی یک رنگیون کو ظاہر کردیتی ہے، اسلئے اقتباس بالا کے علاوہ اور بھی جا بجا دلچسپی کا ایسا سامان ملیگا کہ گویا ہم ہندوستان کا حال پڑھ رہے ہین،

البتہ کہین کہین مصنف کے مبالغہ آمیز اور غیر محتاط بیانات سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ

دنیا سے اچھی طرح واقف نہین مثلاً یہ کہ "کنواریون کی عصمت شعاری اور بیاہیون
ان قدیم کی سی کہین دنیا مین کبھی پائی نہین گئی" (باب پنجم صفحہ ۱۴۲) اس دعوی پر
یا ہے، لیکن کیا "عصمت شعاری اور شوہر پرستی" کی ہند و روایات کا مرتبہ
تر نہین رہا ہے،

پر اسلام کا ذکر اس تقریب سے آگیا ہے کہ "سب سے بڑھ چڑھکر جو سبب
ت کی روح ہو سکنے کا ہوا وہ اسلام کی تقلید تھی کہ اسی نے درحقیقت مسیحیون کی سی
جماعت کو محاربات صلیبی کا پرجوش مجاہد بنا دیا" (صفحہ ۱۵۸ حصہ دوم) "بجز
ہب کے نام سے دنیا مین اتنا کشت و خون نہین ہوا، جتنا مسیحیت سے ہوا"
شتہ جنگ کے بعد اب جب "تاریخ اخلاق یورپ" لکھی جائیگی تو یقیناً اس
یت کو اسلام کے سامنے "سرنگون" نہ ہونا پڑیگا!

سے بڑا وصف یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ترجمہ نہ معلوم ہو۔ "تاریخ اخلاق
ب جس کمال کی حد تک پایا جاتا ہے، اسکا اندازہ اوپر کے اقتباسات سے
ہے کہ ترجمہ لاکھہ با محاورہ ہو پھر بھی ترجمہ ہی رہتا ہے اور اصل تصنیف کی
تو پہنچنا قریباً ناممکن ہے، خصوصاً کسی علمی اور سنجیدہ تصنیف مین،
ی آف یورپین مارلس" کو اردو ملبوس مین پیش کرنے کیلئے تعبیر مطالب کے سوا
ن کو اُٹھا دیا گیا ہے، حذف و اضافہ اور ہر طرح کے تصرفات کی نوعیت
رجم مین ذکر بھی کر دیا گیا ہے کہ غلط فہمی نہ واقع ہو،
ہتے وقت جولیس سیزر و نپولین کے پہلو بہ پہلو تیمور، یزید، و چنگیز کے نام

ملین گے، معتزلی اور وہابی فرقون کا بھی ذکر آجائیگا، کہین کہین اردو فارسی کے اشعار بھی نظر
پڑین گے، لیکن ان باتون سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے کہ اڈورڈ لیکی نے گلستان بوستان پڑھی تھی،
یا یورپ مین عبد الوہاب نجدی کے پیرو موجود ہین، اور یزید پر ماتم گساران کربلا وہان بھی
لعنت بھیجتے ہین،

ان تصرفات کی غرض فقط اتنی ہی ہے کہ اُردو خوانون کے لئے ایک بالکل اجنبی ملک کی
باتون مین جو اجنبیت و وحشت ہوگی وہ کچھ نہ کچھ مانوسیت و دلچسپی سے بدلجائے،

ان تصرفات اور سلاست و روانی کی عام خصوصیت کے ساتھ بھی کہین کہین ترجمہ کی ٹھوکر
لگ ہی جاتی ہے، خود ترجمہ نگار نے اسکا احساس کر کے دیباچہ مین تشریح کر دی ہے لیکن نقش ثانی
(حصۂ دوم) اس داغ سے بھی بالکل پاک نظر آتا ہے،

اگرچہ دو چار جگہ "بعض مشاہیر اشخاص کے نامون پر فٹ نوٹ کا اضافہ کر دیا گیا ہے" لیکن
بہت بڑی تعداد ایسے نامون، اصطلاحات اور تلمیحات کی دوسرے ایڈیشن مین قطعاً محتاج
توضیح ہے جو عام اردو دانون کے لئے چیستان کی حد تک نامانوس ہین، مثلاً

"کلریشیا و ورجینا سے زیادہ کس نے دنیا مین ناموس شوہری کی حفاظت مین
جانبازی سے کام لیا ہے؟... یا صابی عورتون اور کوریولینس سے بڑھکر کون حب
وطن کا ثبوت دیسکتا ہے؟" (صفحہ ۱۹۰)

"تاریخ اخلاق یورپ"، موضوع بحث کی اہمیت، معلومات کی دلچسپی، واقفیت کی افزائش،
اور لباس اردو کی زیبائش کے لحاظ سے ہماری زبان مین ایک گرانقدر اضافہ ہے،

عبد الباری

ادبیات

افاداتِ اکبر

...روزہ قیام سراے فنا، نہ بہت کی خوشی ہے نہ کم کا گلا
یہ کہان کا فسانہ سود و زیان جو گیا وہ گیا جو ملا وہ ملا

... نہ خزان ہی رہی کسی اہلِ نظر نے یہ خوب کہی
یہ کرشمہ شانِ ظہور ہے سب کبھی خاک اُڑی کبھی پھول کھلا

...امین خواہشِ عیش و طرب، یہی ساقی دہر سے بس ہے طلب
مجھے طاعتِ حق کا چکھا دے مزا نہ شراب پلا نہ کباب کھلا

... یہ قصۂ زید و بکر، ہر ایک اپنے عمل کا چکھیگا ثمر
کہو ذہن سے فرصتِ عمر ہے کم جو دلا تو خدا ہی کی یاد دلا

...ن کیا غم کہ دنیا سے ملا کیا — کسی کو کیا ملا دنیا مین تھا کیا
...دونون مسئلے ہین سخت مشکل — نہ پوچھو تم کہ مین کیا اور خدا کیا
...مرنے کی تیاری مین مصروف — مرا کام اور اس دنیا مین تھا کیا
... صدمہ رہا فرقت کا دل پر — بہت روے مگر اس سے ہوا کیا
...ن قالو بلیٰ یان بت پرستی — ذرا سوچو کہا کیا تھا کیا کیا
...رے حکم کے تابع ہین ہم سب — نہین سمجھو برا کیا اور بھلا کیا

الہیٰ اکبرِ بیکس کی ہو خیر — یہ چرچے ہو رہے ہین جا بجا کیا

اسکی باتون سے سمجھ رکھا ہی تمنے اُسے خضر
اسکے پاؤن کو تو دیکھو کہ کدہر جاتے ہین

کلامِ ثاقب لکھنوی

شامِ فراق کچھ نہین آتا نظر مجھے — چھپکر جلا ہئین کیون مرے داغِ جگر مجھے
چپ رہنا قیدِ غم مین مگر میرے ہمصفیر — کرتے ہین محوِ نالہ کشی چھیڑ کر مجھے
تم دور ہو تو کس لئے دل مین مقام ہے — مین پاس ہون تو کیون نہین اپنی خبر مجھے
بگڑا ہے حسن و عشق کے ہاتھون نظامِ دہر — بیجا خیال ہے اُدہر انکو اِدہر مجھے
نقشِ قدم مین نقشِ وفا دیکھہ دیکھکر — کرتی ہے یاد کھوکے مری رہگذر مجھے
قائل ہون مین کہ محفلِ تقدیر تھی جواد — حصہ ملا سبھون کو خوشی کا مگر مجھے
پردے سے باہر آگیا اب زندگی کا راز — دیکھو تو دیکھہ جاؤ کبھی اک نظر مجھے
شوقِ بہار باغ مین تنکے چنے تو ہین — دیکھین جو دیکھنے دے اسیری کا ڈر مجھے
دل والے جانتے ہین مگر کہہ رہا ہون مین — تڑپا رہی ہے شدتِ دردِ جگر مجھے
کیا قبر پر جلائے ہین احباب نے چراغ — اس سمت سے تو کچھ نہین آتا نظر مجھے
نالون نے کر دیا مری عزلت کا راز فاش — اب شب کو بھی چھپا نہین سکتا ہی گھر مجھے
دربان کی نظر مین ہون مین اجنبی تو کیا — مدت سے جانتا ہے ترا سنگِ در مجھے
دنیا نئی نفس کی ہے اپنے سوا جہان — ڈھونڈھے سے بھی ملا نہ کوئی نوحہ گر مجھے

اک چیز ذبح کرتی رہی رات بھر مجھے	...ی کند چھری تھی کہ اور کچھ
قصہ سمجھ رہا ہے مرا ہم سفر مجھے	...ہ کٹتی ہے ثاقب مرے سبب

غزل

کیفی چریاکوٹی سابق ایڈیٹر العلم

ہمچو گل جامۂ خوش رنگ دریدن نتوان	...ریبان دکشیدن نتوان
شوقِ دیدار ہمی دارم و دیدن نتوان	...صبح جہانتاب تو لیٔ
خوش ہمی سوزد داز درد تپیدن نتوان	...یگانہ نظر میدارد
نازک این رشتۂ جان نالہ کشیدن نتوان	...با تارِ نفس پابنداست
من چنین میرم و در بزم رسیدن نتوان	...رشنۂ نگاہے دارد
بشنو اینک کہ چنین باز شنیدن نتوان	...ے جانے دارم
خارِ مژگان زکفِ پائے تو چیدن نتوان	...ق چنان مالیدم
کہ ز صحرا بسوے شہر رمیدن نتوان	...م حلقۂ زنجیر بپاست

چارہ سازان بہواداری درد م کیفی

دل برآشفتہ کہ از خویش بریدن نتوان

مطبوعاتِ جدیدہ

سرگذشتِ مردِ خسیس: ڈرامے کا فن اگرچہ نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے تاہم اس زمانہ مین اہل یورپ نے اُسکو جو ترقی دی ہے وہ گذشتہ ترقیون سے کچھ مناسبت نہین رکھتی، یورپ مین ہر ملک، ہر صوبہ، اور ہر شہر مین نہایت کثرت سے تھیٹر گھر قایم ہین، جنمین شادی و مسرت، اور رنج و غم کے مناظر دکھا کر اخلاقِ انسانی کی تہذیب و تکمیل کیجاتی ہے، اور چونکہ اُنکے اسٹیج پر نازنینان فرنگ کی متحرک تصویرین بھی نظر آتی ہین، اسلئے اہل ایشیا کی نظر للچا للچا کر انکی طرف اُٹھتی ہے، اور وہ اُسپر نشتر لگاتی ہین، کپتان فتح علی بھی انہین بد قسمت لوگون مین تھا جنکی نگاہین تھیٹر کی برقی روشنی اور ایکٹرس کی جلوہ افروزیون سے خیرہ ہوگئی تہین، اسلئے اُس نے اپنے ملک مین وہ تمام سامان بہم پہنچانا چاہا جس نے اہل یورپ کی آنکھون کو خیرہ کردیا ہے، چنانچہ اس نے آذری ترکی زبان مین چھ ڈرامے تیار کئے جنمین ایک زیر ریویو ڈراما بھی ہے، اسکو مرزا جعفر قراجہ داغی نے جدید فارسی زبان مین ترجمہ کیا ہے، جو نہایت سلیس اور عام فہم ہے، ڈرامے کے ابتدا مین قاضی فضل حق صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور کا ایک مقدمہ ہے جسمین ڈرامے کی تعریف اور اسکی مختصر تاریخ بیان کیگئی ہے اور یہ دکہلایا گیا ہے کہ عرب اور تمام سامی اقوام مین ڈرامے کا مطلق رواج نہ تھا، اور اسلام مین چونکہ لہو و لعب کی ممانعت آئی ہے اسلئے مسلمانون نے بھی اسکی طرف توجہ نہین کی،

یہ ڈراما نہایت دلچسپ ہے اور قاضی صاحب موصوف نے مقدمہ اور حل لغات کی فہرست سے اسکی دلچسپی مین اور بھی اضافہ کردیا ہے، ہمکو امید ہے کہ جو لوگ جدید فارسی زبان

ہین انکے لئے اسکا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ اسکی قیمت ۱۲ار ہے، اور مبارک علی
ندرون لوہاری دروازہ لاہور سے مل سکتا ہے،

ن: یہ ایک رسالہ ہے جسمین جناب عبد اللہ خان بہادر پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
م لاہور نے وہ آیات قرانی درج کی ہین، جنمین تعلقات زناشوئی کا ذکر آیا ہے،
انھون نے طرز بیان اسقدر مغلق او پیچیدہ اختیار کیا ہے کہ اس سے عام مسلمانونکو
ی پہنچ سکتا، قرآن مجید ہر مضمون کو نہایت صاف شستہ اور واضح عبارت مین
سکو ہر شخص نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے، اسلئے قرآن کے مفسر اور شارح
نا چاہیئے کہ وہ اُسکے تمام مضامین کو نہایت صاف اور سادہ طریقہ سے ادا کرے
س اس کتاب مین قرآن مجید کو بالکل ایک معما اور چیستان بنا دیا گیا ہی جس سے
ت ہو گیا ہے، اسکے علاوہ تمام آیتون کا ترجمہ بالکل جدید انداز سے کیا گیا ہے جو
و واسطہ نہین رکھتا، اور ہم اسکو بالکل غلط سمجھتے ہین، افسوس ہے کہ اسطرح مسلمان
یل ہوتے جاتے ہین، اور قرآن کے وہ معنی بیان کرتے ہین، جن سے احادیث
فسرین کی تفسیرین بالکل خالی ہین، رسالہ کی قیمت ۸ ر ہے اور مصنف سے ملسکتا ہی
ادتار کرشن صاحب اگروال کی ایڈیٹری مین مراداباد سے یہ رسالہ شایع ہونا
سکے تمام مضامین ادبی اور تاریخی ہین، جو نہایت دلچسپ پیرایہ مین لکھے گئے ہین
ر دلچسپ بنانے کے لئے تصاویر بھی شامل کیگئی ہین، قیمت سالانہ چار روپیہ

...ز فطرت طبعیات طبقات الارض ہیئت ور جغرافیہ
...کے ابتدائی مسائل عام فہم اور سلیس عبارت مین ...
...روفیسر محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی
...طلال، اس مین علم منطق کے اصول نہایت خوبی
...کے ساتھ سلیس زبان اور سہل طریقہ سے بیان کیے
...ن صفحے ۱۰۲ قیمت ۸ر
...ن، اس مین انسان کے تمام قوائے نفسانی وجسمانی
...حیات طبعی کی علمی تشریح کی گئی ہے، یہ کتاب مفید معلومات سے
...ہے زبان سہل اور دلچسپ صفحے ۱۱۲ قیمت ۱۲؍

تذکرہ
مولانا ابوالکلام آزاد، اور ان کے خاندان کے ...
اکابر وشیوخ کے سوانح وحالات صفحے ۱۳۰ قسم دوم ...

"یادِ ایام"
از مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب
اس مین گجرات کی اسلامی تاریخ کے مختلف پہلو دکھائے گئے
ہین، وہان کے امرا، وزرا، علما، اور مشائخ کے حالات
اور علوم وفنون کی ترقی نہایت تاریخی تحقیق وتفصیل سے
دکھائی گئی ہے صفحے ۱۳۴ قیمت ...

قواعد رکنیت دار المصنفین بہ ترمیم جدید

...ص جو دار المصنفین کو ۲۰۰ یکمشت ادا کریگا وہ "رکن دائمی" قرار دیا جائے گا، اور وقت رکنیت سے دار المصنفین ...
...مطبوعات ماہانہ وسالانہ اس کو ہدیۃً دیجایا کرینگی،
...دار المصنفین کو عنہ سالانہ ادا کریگا وہ "اول رکن اعانت" ہوگا اور اسکو سال بھر تک مجلس کا ماہوار رسالہ ...
...اور سال کی تمام مطبوعات بلاقیمت نذر کیجائینگی،
...سالانہ ادا کرنے والا، دوم رکن اعانت ہوگا اسکو معارف بلاقیمت اور دیگر مطبوعات نصف قیمت پر ...

معارف

...معارف کی سالانہ قیمت صہ ہے اور قیمت فی پرچہ ۸ر
...نمونہ کا پرچہ ۸ر مین وی پی ہوگا۔
...رسالہ ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہو جاتا ہے، اس مین کبھی تاخیر نہین ہوتی، اگر کسی صاحب کے پاس ...
...تاریخ تک نہ پہونچے تو دوسرے مہینے کے پہلے ہفتہ تک اطلاع دین ورنہ بعد کو انکو پرچہ بقیمت بھیجا جائیگا ...
...سے باہر کے خریدار دوسرے مہینہ کی اخیر تاریخ تک مطلع کرین۔
...خریداران معارف دفتری خط وکتابت مین اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر کرین ورنہ تعمیل مین ... بسا اوقات ...
...و کتبخانون سے اکثر مفت کی یا تخفیف قیمت کی درخواستین آرہی ہین، افسوس ہے کہ انکی تعمیل کی ...
...سکتے،

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۸۱۷

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

سید سلیمان ندوی

قیمت پانچروپیہ سالانہ مع محصول

مطبع معارف مین چھپکر

دفتر دار المصنفین اعظم گڈھ سے شائع ہوا